نمبر ۲۷ | مورخہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۲۹ء | یوم شنبہ | مطابق ۲۷ ربیع الآخر سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تشریف آوری کے متعلق بذریعہ تار (۲۷ ستمبر) جو اطلاع موصول ہوئی ہے۔ وہ مظہر ہے۔ کہ حضور ۳ اکتوبر قادیان رونق افروز ہونگے۔ اور پہلی تجویز کے مطابق سیالکوٹ قیام نہیں فرمائیں گے۔

جناب مولوی ذوالفقار علیخاں صاحب ناظر اعلیٰ امرتسر سے تشریف لانے کے بعد علیگڑھ چلے گئے۔

جناب مولوی محمد دین صاحب پریذیڈنٹ سمال ٹاؤن کمیٹی کی کوشش سے ہیضہ کا ٹیکہ لگانے کے لئے سرکاری ملازم آ گئے۔ اور مولوی صاحب موصوف نے ساتھ ہو کر بہت سے لوگوں کو ٹیکہ لگوایا۔

مدرسہ احمدیہ یکم اکتوبر کی بجائے ۱۳ اکتوبر کو کھلے گا۔

مسیح موسوی کے پیرو کے مقابلہ میں مسیح محمدی کے پیرو کا نمونہ

برادر منیر الحصنی امیر جماعت احمدیہ دمشق جب سے جماعت میں داخل ہوئے ہیں اپنے آپ کو حقیقی احمدی بنانے میں کوشاں ہیں۔ اور نہایت استقلال اور ثبات سے پیش آمدہ تکالیف کا مقابلہ کرتے رہے ہیں باوجود بیمار رہنے کے انہوں نے جماعت کے انتظام میں فرق نہیں آنے دیا۔ اس سال ان کے ذریعہ چھ اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے اخلاقی لحاظ سے بھی آپ بہت عمدہ نمونہ ہیں۔

چند روز کا ذکر ہے ان کے چھوٹے بھائی کو جب ایک مسیحی زرگر کی خیانت کا علم ہوا۔ تو وہ اس کی دکان پر جا کر اس سے جھگڑنے لگا۔ اسی اثناء میں زرگر کے بھائی نے پیچھے سے آ کر اس کی گردن پر مکا مارا۔ اور بھاگ گیا اس نے پولیس میں رپورٹ کر دی۔ پولیس نے ضارب اور اس کے بھائی کو زیر حراست کر لیا۔ اس پر ضارب کے رشتہ دار مضروب کے بڑے بھائی کے پاس آئے۔ اس نے انہیں اور بھی خوف دلایا۔ اور کہا کیا تمہیں پتہ نہیں ہم محمدی شریعت کے ماننے والے ہیں جو گزشتہ [illegible] کا منبع تھا۔ ہم ان میں سے اس ضرب کے عوض چار پانچ شخص قتل کریں گے آخر وہ منیر آفندی کے پاس آئے۔ تو انہوں نے کہا یا تو مضروب ضارب کو اسی دکان پر لوگوں کے سامنے مکا مارے جہاں اُسے مارا گیا۔ ورنہ حکومت خود فیصلہ کرے گی۔ جانبین نے فیصلہ انکے سپرد کر دیا۔ انہوں نے دونو سے اقرار لیا کہ جو فیصلہ وہ کریں اُسے بلاچون وچرا مان لینا ہوگا۔ تب وہ زرگروں کے بازار میں چلے گئے۔ اور وہاں ایک دوکان پر کھڑے ہو کر سب کو خاموش کرا کے تقریباً آدھ گھنٹہ تک لیکچر دیا جس میں بتلایا۔ کہ دیکھو خدا تعالےٰ نے اپنی دی ہوئی نعمتوں میں سب انسانوں کو مساوی قرار دیا ہے سورج جیسے مسلم کو روشنی پہنچاتا ہے ویسے ہی مسیحی کو۔ اور جیسے ایک مسلم اپنی ناک کے ذریعہ نہایت آزادی سے ہوا سونگھتا ہے ویسے ہی ایک مسیحی بھی۔ پس کیا خدا تعالیٰ کا یہ یکساں معاملہ ہمیں یہ نہیں سکھاتا۔ کہ ہم بھی ہر ایک انسان کو انسان سمجھ کر اس سے انسانیت کا معاملہ کریں۔ اور ایک دوسرے کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں۔

مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ نہ تو عام طور پر مسلمان اپنے نبی کے اقوال پر عمل کرتے ہیں۔ نہ ہی مسیحی حضرت مسیح کے ارشادات بجالاتے ہیں۔ مثلاً مسیح نے کہا ہے۔ اگر کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے۔ تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔ مگر کون مسیحی اس پر عمل کرتا ہے۔ یا اس کا صحیح مطلب سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر میں ایک مسلم ہو کر اس کے معانی سمجھتا ہوں۔ یاد رکھو۔ تمام انبیاء دنیا میں امن و سلامتی پھیلانے۔ اور لوگوں کو ان کے رب سے وصال کا طریقہ دکھانے کے لئے آئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دنیاوی بادشاہوں کی بادشاہتیں اور حکومتیں ان کی موت کے ساتھ ختم ہو گئیں۔ مگر موسیٰ و عیسیٰ و محمد علیہم الصلوٰۃ والسّلام اور دوسرے انبیاء بدستور دلوں پر حکومت کر رہے ہیں۔ پس ہر ایک کو چاہیئے۔ کہ وہ ان مصلحین کے ارشادات پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

بات یہ ہے۔ جو شخص امن اور سلامتی کی راہ چھوڑتا ہے۔ وہ انسانیت کے درجہ سے گر کر وحشی جانوروں کی سیرت اختیار کرتا ہے۔ پس ایسے شخص کی تربیت اور اصلاح کے لئے بعض وقت سزا دینا بھی ضروری ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ میں ضارب بھائی کے متعلق یقین رکھتا ہوں۔ کہ وہ سعید الفطرت ہے۔ اور وہ بدلہ دینے کے لئے بھی تیار ہے۔ اس لئے میں اسے معاف کرتا ہوں۔ اور حضرت مسیح ؑ کے مذکورہ بالا قول کی تفسیر عملی طور پر بتاتا ہوں۔ دیکھو جس نے میرے بھائی کو مارا۔ میں اس کے سامنے اپنا گال پیش کرتا ہوں۔ اگر چاہے۔ تو اس پر بھی تھپڑ مارے۔ اس پر انہوں نے ضارب کے قریب اپنا گال کیا۔ تو اس نے اُسے بوسہ دیا۔ اسی طرح ضارب نے دوسرے بھائی سے کہا۔ یہ ایک ایسا مؤثر منظر تھا۔ کہ تمام حاضرین کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پھر آپ نے کہا۔ دیکھو مسیح علیہ السّلام نے یہ تعلیم اس لئے دی۔ کہ دوسرا گال پیش کرنے کر ضارب خود شرمندہ ہو کر بوسہ کے ذریعہ اپنے دامن کو عار سے دھوئیگا۔ غرضیکہ اس واقعہ سے مسلمان اور مسیحی سب بہت خوش ہوئے۔

جلال الدین شمس احمدی از حیفا۔ فلسطین۔

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

احمدیہ جماعتوں کا اخلاص

نائیجیریا کے احمدی بھائیوں سے الوداع

میں سوائے چند ایسی جماعتوں کے جو بہت دُور کے علاقہ میں پڑی ہیں۔ سب جماعتوں کے معائنہ کر چکا ہوں۔ جن کی رپورٹ گولڈ کوسٹ پہونچکر بحضور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تم ارسال کرونگا۔

میں ذکر کر چکا ہوں۔ کہ آٹھ سال کے قریب ہوئے۔ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر یہاں سے واپس چلے گئے تھے لیکن احباب نائیجیریا نے اس عرصہ میں غیر متوقع طور پر عمدگی سے کام چلایا۔ خدا تعالیٰ ان کی ہمتوں میں برکت دے۔

معائنہ کے لئے جہاں جہاں میں گیا۔ وہاں تبلیغ بھی خدا کی توفیق سے کرتا رہا۔ چنانچہ زاریہ اور کانو دو مقامات جو مسلمان نوابوں کے ماتحت ہیں۔ وہاں پر علاوہ پبلک لیکچروں کے ہر دو حکمرانوں کو بھی تبلیغ کی گئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا پیغام خوب کھول کر سُنایا۔ اور بلا خوف لومۃ لائم ہر ایک دعوے آپ کا تشریح کے ساتھ بیان کیا۔ دونوں جگہ کے امیروں نے نہایت شوق سے اس پیغام کو سُنا۔ اور بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔

اول الذکر مقام زاریہ نام کے امیر صاحب نے تو ہمارے ساتھ فوٹو بھی لیا۔ کتاب "تاریخ مسجد فضل" میں سے میں نے ان کو فوٹو دکھائے۔ اور بتایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے غلام دین کی خاطر کیا کیا قربانیاں کر رہے اسکا نمایاں اثر ان پر ہوا۔ اس علاقہ میں جہاں جہاں بھی ہماری جماعتیں قائم ہیں۔ اور جہاں جہاں بھی میں گیا۔ سب نے اچھی طرح خاطر تواضع کی۔ اور پوری اسلامی اخوت کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

۱۰۔ اگست واپس لیگوس پہونچا۔ جماعت لیگوس نے ریلوے اسٹیشن اڈو پر استقبال کیا۔ ۱۶ اگست کو عید المیلاد کے موقعہ پر احباب نے لیکچر کی مجھ سے درخواست کی۔ ۹ بجے شب سے ۲۔۱۰ بجے تک حضرت نبی کریم کی سوانح آپ کی قربانیوں اور آپ کے احسانات پر لیکچر دیا۔ جسے اپنے اور بیگانوں سب نے بے نظیر لیکچر تسلیم کیا۔ خدا تعالیٰ سامعین کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ حسنہ پر چلنے کی توفیق بخشے۔

۱۷ اگست احمدیہ لٹریری سوسائٹی نے مجھے ایڈریس اور چائے کی دعوت دی۔ ۱۹ اگست کو کل جماعت نے الوداعی ایڈریس دیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا کرے۔

۲۰ اگست میں لیگوس سے جہاز میں سوار ہو کر سالٹ پانڈ کی طرف روانہ ہوا۔ دوستوں نے الوداع کہنے کے لئے جہاز تک ساتھ دیا۔ صبح نو بجے سے ۱۲ بجے دوپہر تک جب تک کہ جہاز چل نہ پڑا۔ میرے ساتھ رہے۔ اور جہاز چلنے کے بعد جب تک میری آنکھ کام کرتی رہی۔ میں دیکھتا تھا۔ کہ وہ سمندر کے کنارے پر کھڑے رومال ہلا ہلا کر "خدا حافظ" "بسلامت روی و باز آئی" کہہ رہے تھے۔

یہ نہایت ناشکر گذاری ہوگی۔ اگر میں اُس محبت اور مہربانی کا ذکر نہ کروں۔ جو احباب لیگوس نے میرے ساتھ دکھائی اپنے کاروبار سے فراغت کے بعد ... رات کا اکثر حصہ وہ میرے پاس گذارتے۔ اور بعض اُن میں سے میرے مکان میں ہی سوتے۔ اور رات کو اُٹھ اُٹھ کر ایسی خبر گیری کرتے۔ کہ گویا پہرہ دے رہے ہیں۔ امام اجو سے سفر و حضر میں میرے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میرے قیام لیگوس کے ایام میں بیس اشخاص نے بیعت خلافت کی۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا کرے۔ فضل الرحمٰن حکیم مغربی افریقہ

۲۶ اگست ۱۹۲۹ء

انہدام مذبح قادیان

کے خلاف

مختلف مقامات کے مسلمانوں کے جلسے

قانون شکنی کے ذریعہ مذبح قادیان کے انہدام نے ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کے مسلمانوں میں بہت بڑی ہمیل پیدا کر دی ہے۔ کیونکہ انہیں خیال پیدا ہو رہا ہے۔ کہ اگر مسلمانوں کو ان کے اتنے بڑے حق سے جب کہ وہ گورنمنٹ کی ضروری شرائط پورا کرنے کے بعد حاصل کیا گیا ہو۔ سکھ اور ہندو بجبر روک سکتے ہیں۔ تو ان کے دوسرے حقوق کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اس احساس کی وجہ سے وہ ہر جگہ جلسے منعقد کر کے اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ کو اس کے فرض کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ اس وقت تک اس قسم کے بہت سے جلسوں کی اطلاعات درج اخبار ہو چکی ہیں۔ ذیل میں ان مقامات کے نام درج کئے جاتے ہیں جہاں سے حال میں ایسے جلسوں کی اطلاعیں پہونچی ہیں:۔

(۱) ڈسٹرکٹ احمدیہ ایسوسی ایشن برہمن بڑیہ۔ (۲) جماعت احمدیہ علیگڑھ۔ (۳) احمدیہ ایسوسی ایشن میمو جاہ۔ (۴) بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی تبلیغ زمین کناروں تک

برادر محترم مسٹر بی۔ کے۔ لائی سکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ سیلون نے کولمبو میں ۱۴۔ ستمبر کو انتقال عالم تک آواز پہونچانے والے آلہ (Broad casting) کے ذریعہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر ۱۵ منٹ تقریر کی۔ اگرچہ وقت بہت قلیل تھا۔ تاہم انہوں نے موٹے موٹے چودہ امور مثلاً خاندان حضرت مسیح موعود ؑ۔ پیدائش حضرت مسیح موعود۔ قادیان۔ اشاعت براہین احمدیہ۔ نزول وحی۔ دعوئے مسیح اور مہدی۔ ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں معجزانہ کامیابی۔ پلیگ نمودار ہونے۔ اور قادیان کا اس کی تباہی سے محفوظ رہنے کی پیشگوئی۔ وغیرہ بیان کئے۔ اور ابھی گذشتہ جنگ عظیم کے متعلق پیشگوئی بیان کر رہے تھے۔ کہ وقت ختم ہو گیا۔ اس طرح آپ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ذکر دنیا کے دور دراز کناروں تک پہنچ گیا۔ اور آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے میں حصہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جس کا وحی الٰہی میں اس طرح ذکر ہے کہ :۔ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

53

الفضل

نمبر ۲۷ | قادیان دارالامان مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء | جلد ۱۷

مذبح قادیان کے خلاف ہندو وکلاء کے دلائل

جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی باطل شکن بحث

مذبح قادیان کے متعلق کمشنر صاحب کے سامنے فریقین کے وکلاء کی جو بحث ہوئی۔ وہ ایک گذشتہ پرچہ میں درج کی جا چکی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نے نہایت قابلیت اور خوبی کے ساتھ ہندو وکلاء کے دلائل کی زبردست تردید کرتے ہوئے مذبح کی ضرورت ثابت کی۔ ہندوؤں نے اگرچہ اپنے چوٹی کے وکلاء پیش کئے تھے۔ تاہم وہ کوئی ایسی دلیل نہ پیش کر سکے۔ جسے مسلمانوں کو اپنے مذہبی اور اقتصادی حق سے محروم رکھنے کے لئے کچھ وقعت دی جا سکے۔

نقض امن کا خطرہ

ہندو وکلاء نے سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا۔ کہ اگر مذبح جاری رکھا گیا۔ تو اس سے نقض امن کا خطرہ ہے۔ اور دلیل یہ دی۔ کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کا مذبح کے لئے لائسنس دینا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ اسے امن شکنی کا خطرہ تھا۔ دوسرے ہندو اور سکھوں نے مذبح کو مسمار کر کے ثابت کر دیا۔ کہ نقض امن ضرور ہوگا۔

یہ صحیح ہے۔ کہ ہندوؤں اور سکھوں نے قانون شکنی کرتے ہوئے مذبح مسمار کر دیا۔ اور اس طرح وہ امن شکنی کے مرتکب ہوئے۔ لیکن اگر کسی شوریدہ سر گروہ کی طرف سے قانون شکنی اور نقض امن اس بات کا موجب ہو سکتا ہے۔ کہ ایک قوم کو اس کے جائز حق سے محروم کر دے تو پھر کوئی امن پسند اور قانون کا احترام کرنے والی قوم نہ صرف باعزت زندگی نہیں بسر کر سکتی۔ بلکہ زندہ بھی نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ اس کی ہر حرکت اور ہر فعل پر شریر اور فتنہ باز لوگ نقض امن کی دھمکی دے سکتے اور ایسا عمل کر کے بھی دکھا سکتے ہیں۔

حکومت کا فرض

کیا ایسی صورت میں ایک مضبوط اور زبردست حکومت کا جو ہر قوم کو اپنی مذہبی اور معاشرتی زندگی میں آزادی دینے کی مدعی ہو۔ یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ نقض امن کی دھمکی دینے والوں یا اس کا ارتکاب کرنے والوں سے دب کر جس بات کا وہ مطالبہ کریں۔ اسے پورا کرے۔ اور قانون کا احترام کرنے والوں کے حقوق کی کوئی پرواہ نہ کرے۔ یا یہ کہ مفسدوں اور شریروں کی سرکوبی کر کے قانون کی پابندی کرنا سکھائے۔ اور لوگوں پر یہ ظاہر کر دے۔ کہ قانون کی خلاف ورزی اور بدامنی کسی کے حقوق غصب کرنے کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ بلکہ ایسا کرنے والوں کی اپنی بربادی اور تباہی کا موجب ہو سکتی ہے۔

کوئی معمولی سے معمولی عقل و سمجھ کا انسان بھی یہ نہیں کہیگا۔ کہ گورنمنٹ کو اول الذکر صورت اختیار کرنی چاہیئے۔ بلکہ ہر ایک یہی فرض سمجھے گا۔ کہ ملک کے امن کے قیام اور رعایا کے حقوق کی حفاظت کے لئے گورنمنٹ کا فرض یہی ہے۔ کہ وہ موخر الذکر پہلو پر عمل کرے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ ہندو وکلاء نے جن میں سے ایک پنجاب ہائیکورٹ کا جج بھی رہ چکا ہے۔ کیونکر مسلمانوں [illegible] جائز [illegible] سے محروم رکھنے کے لئے نقض امن کے خطرہ کو بطور دلیل پیش کیا۔ اور اس پر [illegible]

ہندوؤں کے جذبات

سوال کیا جا سکتا ہے۔ قادیان میں مذبح بننے سے نقض امن کا خطرہ کیوں ہے۔ اس کی وجہ ہندو وکلاء نے یہ بیان کی ہے۔ کہ مذبح کی وجہ سے علانیہ گاؤکشی ہوگی۔ اس لئے ہندوؤں کے جذبات سخت مجروح ہونگے اور وہ نقض امن کریں گے۔

اول تو یہی درست نہیں۔ کہ مذبح میں علانیہ گاؤکشی ہوتی ہے۔ مذبح تو بنایا ہی اس غرض سے جاتا ہے۔ کہ پردہ میں گائیں ذبح کی جائیں۔

قوت متخیلہ کے کرشمے

لیکن اگر ہندو صاحبان کی قوت متخیلہ خواہ مخواہ مذبح کی بڑی اونچی چار دیواری کے اندر گھس کر ان کی دل آزاری کا مواد باہر کھینچ لا سکتی ہے تو پھر اس کا کیا علاج؟ کہ یہ قوت تو ہر ایک مسلمان کے دسترخوان تک بھی پہونچ سکتی۔ اور وہاں سے گائے کے پکے ہوئے [illegible] گوشت کی خوشبو سونگھ کر لوٹ سکتی ہے۔ پھر کیا مسلمانوں کے لئے یہ حکم بھی نافذ کرانے کی کوشش کی جائے گی۔ کہ ان کے گھروں میں گائے کا گوشت نہ پکے خواہ وہ سالہا سال کے جاری شدہ کسی مذبح سے خرید کر لایا جائے۔ کہ اس سے ہندوؤں کے جذبات سخت مجروح ہوتے ہیں۔ یہ کیسی کچی اور بودی بات ہے۔ جو ہندو وکلاء کی طرف سے پیش کی گئی۔ اور ان وکلاء کی طرف سے پیش کی گئی۔ جو خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ قادیان میں مذبح کا کھلنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ جگہ جگہ مذبحے کھلے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ اسی گورداسپور کے ضلع میں کئی مقامات پر تھوڑے ہی عرصہ سے مذبحے جاری ہوئے ہیں۔ اگر ان کی وجہ سے "ہندوؤں کے جذبات سخت مجروح" نہیں ہوتے۔ تو قادیان کے مذبح میں کیا نئی بات ہے؟ جس کی وجہ سے مجروح ہونگے۔

قادیان کا مذبح اور ہندو

یہ بات اگرچہ ہندو وکلاء نے نہیں بتائی۔ مگر ہم بتائے دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ قادیان وہ مقام ہے۔ جو ہندوؤں اور خاص کر دیانندیوں کی نگاہ میں اپنی مذہبی سرگرمیوں کی وجہ سے خار کی طرح کھٹکتا ہے۔ اس لئے جو بات بھی قادیان سے تعلق رکھتی ہو۔ اس کی خواہ مخواہ مخالفت کرنا یہ لوگ اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس کے لئے مقامی لوگوں کو آگے کر دیتے ہیں۔ اور بیرونی لوگ ان کی پشت پناہ بن کر اپنی ساری قوت۔ سارا رسوخ اور تمام ذرائع مخالفت میں صرف کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ مذبح کے بارے میں بھی انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اب تک کر رہے ہیں۔ ان کے اخباروں کے اعلان دیکھئے۔ ان کی امداد کی اپیلیں پڑھیئے۔ ان کی کچہریوں میں اور حکام کے پاس جد و جہد پر نظر کیجئے۔ یہ سب کچھ ظاہر کر رہا ہے۔ کہ ہندوؤں کا شورش پسند طبقہ اور خاص کر دیانندی مجموعی طور پر مذبح کے خلاف زور لگا رہا ہے۔ اور مقامی لوگوں کی امداد کر رہے ہیں۔ اس لئے نہیں۔ کہ مذبح سے ہندوؤں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ یہ مذبح قادیان میں بن رہا ہے۔ جو جماعت احمدیہ کا مرکز ہے۔

دیگر مذبحے اور ہندوؤں کے جذبات

ورنہ کیا وجہ ہے۔ سینکڑوں نہیں۔ ہزاروں مقامات کے مذبحے ان کے جذبات کو ذرا بھر بھی مجروح نہیں کرتے۔ وہ ان کے پاس سے ہنستے کھیلتے اور یہ جانتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔ کہ چار دیواری کے اندر گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ اور اکثر اوقات تو اس وقت ذبح کی جاری ہوتی ہیں۔ جب وہ خراماں خراماں گذر رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت ان کے جذبات کہاں ہوتے ہیں۔ اور انہیں مجروح ہونے سے بچانے کے لئے وہ کیا طریق اختیار کرتے ہیں۔ جو صورت اس وقت اختیار کی جاتی ہے۔ وہی قادیان کے مذبح کا تصور آنے پر بھی اختیار کی جا سکتی ہے۔ اور اس طرح جذبات کے سخت مجروح ہونے کا عذر دور ہو سکتا ہے۔

مذبح کے متعلق ہندو وکلاء کے جذبات

ایک دوسرے ہندو وکیل ڈاکٹر نارنگ نے تو جذبات کے محفوظ رہنے کے متعلق کمشنر صاحب کے سامنے یہاں تک کہدیا۔

"بوچڑ خانہ پر اعتراض موتی ساگر یا ظفر اللہ خان نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اس سے مجھے کوئی رنج ہوتا ہے"۔

اس سے ظاہر ہے۔ ضروری نہیں۔ کہ بوچڑ خانہ کی چار دیواری کو دیکھکر ہندوؤں کے جذبات ضرور مجروح ہوں۔ ڈاکٹر نارنگ اور موتی ساگر بھی ہندو ہیں۔ وہ بھی جذبات رکھتے ہیں۔ اور عام ہندوؤں سے زیادہ لطیف جذبات رکھتے ہیں۔ جب انہیں خود اقرار ہے۔ کہ بوچڑ خانے سے انہیں کوئی رنج نہیں ہوتا۔ تو دوسرے ہندوؤں کے جذبات کیوں مجروح ہوتے ہیں؟ لیکن اگر ایسے لوگ ہوں۔ جن کے جذبات مجروح ہوتے ہوں۔ تو ان معزز وکلاء کا فرض تھا۔ جس طریق سے انہوں نے اپنے جذبات کو مجروح ہونے سے بچا لیا۔ اور اب انہیں کسی مذبح کی وجہ سے کوئی رنج نہیں ہوتا۔ وہی طریق ان لوگوں کو بھی بتاتے۔ اور اس پر عمل کراتے۔ نہ کہ مسلمانوں سے ان کا ایک حق چھیننے کے لئے جذبات کے مجروح ہونے کے عذر خام کو بطور دلیل پیش کرتے

قادیان کی آبادی کی ترقی

جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے یہ بیان کرتے ہوئے کہ قادیان کی حالت پہلے کی نسبت ترقی پذیر ہو گئی ہے۔ اور آبادی کی روز افزوں ترقی اور اقتصادی حالات متقاضی ہیں۔ کہ تدریج جاری رہے۔ اس بات کا بھی ذکر کیا۔ کہ قادیان میں تار گھر کھل گیا ہے۔ سمال ٹاؤن کمیٹی بنی اور ریل جاری ہو گئی ہے۔ مسلمانوں کے متعدد سکول ہیں اخبار اور رسائل کے لحاظ سے قادیان لاہور سے دوسرے درجہ پر ہے۔

اس سے ہندو وکلاء کے اس بیان کی تردید مقصود تھی۔ کہ قادیان کے حالات میں پہلے کی نسبت کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس لئے تدریج کی ضرورت نہیں اور ساتھ ہی یہ بتایا گیا۔ کہ قادیان کی مسلمان آبادی بڑی سرعت کے ساتھ بڑھ رہی ہے اور اتنی اہمیت اختیار کر چکی ہے۔ کہ گورنمنٹ کو بھی تار گھر کھولنے۔ سمال ٹاؤن کمیٹی بنانے اور ریل جاری کرنے کی ضرورت تسلیم کرنا پڑی۔

ہندو وکیل کا مذاق

ایسی اہم اور ضروری بات کا ہندو وکلاء کے پاس جواب ہی کیا تھا۔ اس کمزوری کو محسوس کرتے ہوئے ڈاکٹر نورنگ نے اسے مذاق میں اڑانا چاہا۔ چنانچہ آپ نے کہا۔ "مجھے یہ سمجھ نہیں آتا۔ کہ بیف کی ضرورت کے لئے یہ کونسی وجہ جواز ہے۔ اگر کل قادیان میں کوئی بڑا مینار بن جائے جو پانچ ہزار فٹ اونچا ہو۔ تو کیا اس سے قادیان میں گئو کشی کی ضرورت کا احساس ثابت ہو جائے گا؟"

اتنی موٹی بات کا ڈاکٹر نارنگ کی سمجھ میں نہ آنا حیرت انگیز امر ہے۔ جب گئو کشی کی ضرورت کثرت آبادی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور کثرت آبادی میں۔ تار اور مقامی طور پر سرکاری انتظام کے متقاضی ہے۔ تو پھر یہ کیوں بیف کی ضرورت کے لئے وجہ جواز نہیں۔ اور کیوں ڈاکٹر صاحب اسے سمجھ نہیں سکے۔ بات یہ ہے۔ جس بات کے ثابت کرنے کا انہوں نے ٹھیکہ لیا تھا۔ وہی ناقابل سمجھ تھی۔ اور انہوں نے اپنے بیان سے ثابت کر دیا۔ کہ ان کے دلائل کچھ بھی جان نہیں رکھتے۔ ان کے مقابلہ میں جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے بڑی قابلیت اور عمدگی سے مسلمانوں کا مطالبہ پایہ ثبوت تک پہنچا دیا۔

مسلمانوں کو ان کا حق ملنا چاہیئے

ہم گورنمنٹ سے امید کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے جس جائز حق کو زبردستی امن شکنی کے بہانے سے چھیننے کی کوشش کی جا رہی ہے اس سے مسلمانوں کو محروم نہ کیا جائے گا۔ اور جو تعدی ہمارے حق پر اس وقت تک کی گئی ہے۔ اس کی تلافی کی جائے گی۔

سیلاب زدہ علاقہ کے مسلمان

پچھلے دنوں شمالی پنجاب میں دریاؤں کی طغیانیوں کی وجہ سے جو تباہ کن سیلاب آئے ہیں۔ ان سے زیادہ تر نقصان مسلمانوں کو پہنچا ہے۔ جس کی ایک وجہ تو یہ ہے۔ کہ اس علاقہ میں زیادہ تر آبادی مسلمانوں کی ہے۔ ہندو خال خال ہی پائے جاتے ہیں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ مسلمان زمیندار ہیں۔ اور سیلابوں نے گھروں اور مکانوں کو نقصان پہنچانے کی نسبت فصلوں کو بہت زیادہ تباہ کیا ہے۔ جس کا اثر مسلمانوں پر پڑتا ہے

ایسے موقعہ پر ان سوسائٹیوں سے کسی قسم کی امداد کی توقع رکھنا جو خواہ ملک اور قوم کی خیر خواہی اور ہمدردی کے کتنے بڑے دعوے کرتی ہوں۔ مگر ان پر ہندوؤں کا قبضہ ہو۔ فضول ہے۔ چنانچہ کانگریس کمیٹی نے بھی جس نے اپنے ساتھ "آل انڈیا" کا دم چھلا لگایا ہوا ہے شمالی پنجاب کو اپنے حلقہ اقتدار سے باہر قرار دیدیا۔ اور تباہ حال لوگوں کو بالکل بھلا دیا۔ وجہ یہ کہ ان میں زیادہ تر بلکہ ۹۷ فیصدی مسلمان تھے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ مسلمان لیڈروں اور مسلمانوں کی ذمہ وار انجمنوں نے بھی کوئی توجہ نہیں کی۔ اس کے مقابلہ میں دیانندیوں نے ہندوؤں کو امداد دینے کا کام شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ملاپ ۲۵ ستمبر لکھتا ہے:۔

"ضلع مظفر گڑھ۔ ضلع ڈیرہ غازیخاں۔ ضلع جہلم۔ شاہ پور۔ گجرات وغیرہ میں سیلاب زدوں کی امداد کے لئے آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا نے کام شروع کر دیا ہے۔ کئی دیہاتوں میں روپیہ تقسیم بھی کیا جا چکا ہے۔ تین وید (طبیب) مختلف علاقوں میں دوائیاں لے کر پہونچ گئے ہیں۔ تاکہ ملیریا یا ہیضہ وغیرہ سے لوگوں کو بچا سکیں"۔

اس سے نہ صرف یہی ظاہر ہے۔ کہ دیانندی اپنے ہم مذہب لوگوں کے دکھ درد میں کس طرح فوراً حصہ لیتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی خطرہ لاحق ہو رہا ہے۔ کہ بے چارے تباہ حال مسلمانوں کو یہ لوگ اپنے پھندے میں نہ پھنسا لیں۔ اور ان کی غربت اور فلاکت سے فائدہ اٹھا کر ارتداد کے گڑھے میں نہ گرا دیں۔ پس ضرورت ہے۔ کہ مسلمان بہت جلد اس طرف متوجہ ہوں۔ اور اپنے بھائیوں کو دوہری مصیبت سے بچانے کی کوشش کریں۔

مقاطعہ جوعی کرنیوالے نوجوانوں کو بچاؤ

ایک گذشتہ پرچہ میں ہم نے مسٹر داس کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے بھوک ہڑتال کرنے والے نوجوانوں کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا۔ وہ گو ان لوگوں کے نزدیک قابل پذیرائی نہ ہوں۔ جو اپنے گھروں میں بیٹھکر آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے ہوئے بھوک ہڑتال کرنے والوں کو "زندہ باد" کا ہدیہ اس لئے پیش کر رہے ہیں۔ کہ وہ مقاطعہ جوعی سے دستبردار نہ ہوں۔ لیکن ملک کا سنجیدہ اور دور اندیش طبقہ ہمارے ان خیالات کی صداقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور ضروری سمجھتا ہے۔ کہ بھوک ہڑتال ترک کرا کر نوجوانوں کی زندگی بچائی جائے چنانچہ لالہ دُنی چند صاحب انبالوی نے جو بہت مشہور کانگرسی لیڈر ہیں اخبارات میں مقاطعہ جوعی کے متعلق ایک اعلان شائع کرایا ہے۔ جس میں بھوک ہڑتال کرنے والے نوجوانوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے:۔

"میں اپنے مقصد کی تمام صداقت اور کمال دلی خواہش کے ساتھ درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنی زندگیوں کا بھوک ہڑتال کے ذریعہ خاتمہ نہ کریں"۔ "میں آپ سب کو اس وقت تک معصوم سمجھتا ہوں۔ جب تک کہ آپ کے خلاف ثبوت ہاتھ نہ لگ جائے۔ میں اس دردانگیز نظارہ کو نہیں بھولونگا۔ کہ نوجوانوں کی ایک تعداد جن کی عمریں ۱۸۔ اور ۲۵۔ سال کے درمیان ہیں۔ ایسی حالت میں ڈالی گئی ہے جس میں میں نے آپ کو دیکھا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ آپ سب یا آپ میں سے بہتوں کی زندگی ملک کی خدمت کرنے کے لئے بچ جائے جس کے ساتھ آپ کو حد درجہ محبت ہے۔ اس لئے میں آپ سے دوبارہ سنجیدگی کے ساتھ ملتجی ہوں۔ کہ آپ اپنی زندگیوں کی قربانی دینے سے دستبردار ہوں"۔ (انقلاب ۲۴ ستمبر)

ان سطور سے ظاہر ہے۔ کہ لالہ دُنی چند صاحب جیسے سیاسی لیڈر جنہوں نے اپنے اسی اعلان میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ

"میں گذشتہ زمانہ میں ظاہر کر چکا ہوں۔ اور آئندہ بھی ظاہر کر دوں گا۔ کہ گورنمنٹ یا کوئی اور ہستی چاہے وہ کتنی ہی بڑی ہو مجھے آلہ کار نہیں بنا سکتی"۔

وہ بھی مقاطعہ جوعی کے ذریعہ نوجوانوں کے ہلاک ہونے کو نہیں بلکہ ہڑتال ترک کرا کے ان کے زندہ رہنے کو ملک اور قوم کے لئے مفید سمجھتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ ملک کے تمام لیڈر مقاطعہ جوعی کرنے والوں پر اسی طرح زور دیں۔ اور اس تباہ کن تحریک کا خاتمہ کر دیں۔

بھوک ہڑتال کرنے والوں کی ضد

مسٹر داس کی موت پر جن لوگوں نے واہ واہ کی تھی۔ اور اسے ملک اور قوم کے لئے بہت بڑی قربانی قرار دیتے ہوئے تعریفوں کے پل باندھ دئے تھے۔ ان کی اس روش کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے لکھا تھا۔

"مسٹر داس کی موت کو جو رنگ چڑھایا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے خطرہ ہے۔ کہ بھوک ہڑتالیوں کی زندگیوں پر بہت ناگوار اثر پڑیگا اور انہیں ضد پر اور پختہ کر دے گا"۔

اگرچہ لالہ دُنی چند صاحب جیسے سیاسی لیڈر بھی مقاطعہ جوعی کرنے والوں سے اپنی زندگیوں کو بچانے کی درخواست کر چکے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے دوسری جگہ اس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے جس خطرہ کا اظہار کیا تھا۔ وہ اپنے اثرات دکھا رہا ہے۔ چنانچہ زمیندار ۲۲ ستمبر ۲۹ء لکھتا ہے:۔

"ملک میں روز بروز اضطراب و ہیجان بڑھ رہا ہے۔ نوجوان یہ محسوس کر رہے ہیں۔ کہ داس کی عظیم الشان قربانی میں ان کیلئے پیغام پنہاں تھا۔ کہ آزادی حاصل کرو۔ ورنہ مر جاؤ۔ اور اہل نظر اس حقیقت سے واقف ہیں۔ کہ حکومت کی موجودہ حکمت عملی درحقیقت ملک کے لئے آیہ رحمت ہے۔ داس نے اصول کی بلند قربانگاہ پر جان شیریں نذر چڑھا دی۔ ستیندر ناتھ سین باریسال کے جیل میں اجل کا انتظار کر رہا ہے۔ بھگت سنگھ، دت اور انکے رفقا نہایت سُرعت سے اس منزل کی جانب قدم بڑھا رہے ہیں جس پر داس پہونچ چکا ہے۔ سردار سوما سنگھ نے اس عزم کے ساتھ فاقہ کشی شروع کر دی ہے۔ کہ وہ بھی داس کی طرح متاع حیات کو قربان کر دیگے۔ اور اس سلسلہ کی آخری قسط میرٹھ کے اسیران بلا کا وہ اعلان ہے جس میں انہوں نے یہ ارادہ ظاہر کیا ہے۔ کہ اگر حکومت نے ایک ہفتہ کے اندر ان کے مطالبات پورے نہ کئے۔ تو وہ بھی مقاطعہ جوعی شروع کر دینگے"۔

یہ حالت ان لوگوں کے لئے خوش کن ہو۔ تو ہو۔ جو ملک میں شورش اور بے اطمینانی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسی میں اپنے ذاتی اغراض و فوائد پنہاں سمجھتے ہیں۔ لیکن جن کے مدنظر حقیقی کامیابی ہے۔ وہ ہرگز اس طریق عمل کو مفید خیال نہیں کر سکتے۔ مگر افسوس بدقسمتی سے ملک میں ایسے ہی لوگوں کی کثرت ہے [illegible]

اشارات

جب بھی مولوی محمد علی صاحب نے جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں کسی قسم کا ادعا کیا۔ جب ہی انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ انہوں نے ایک دوست کا خط شائع کر کے اسکی آڑ میں یہ دعویٰ کیا تھا۔ کہ انہیں "مباہلہ" کے ناپاک اور ذلیل پروپیگنڈا سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ اس سے انہیں بھی ویسا ہی نقصان پہنچ رہا ہے۔ جیسا جماعت احمدیہ کو پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا تھا:-

"میں ایسی ذلیل حرکتوں کا کیا جواب دوں۔ شروع سے ان لوگوں (مبائعین) نے یہ طریق اختیار کر رکھا ہے۔ کہ ان باتوں کو ہماری طرف منسوب کر کے اپنی جماعت کی نفرت کو ہمارے ساتھ بڑھائیں جس دن سے یہ الزامات میاں صاحب کے خلاف شروع ہوئے۔ اسی دن سے جماعت قادیان کو اس کے رہبروں نے یہ تعلیم دینی شروع کی۔ کہ یہ سب کچھ ہماری وجہ سے ہے۔ حالانکہ میں شروع ہی میں لکھ چکا ہوں۔ کہ یہ باتیں صحیح ہوں۔ یا غلط۔ ان سے ہمیں وہی نقصان پہنچ رہا ہے۔ جو ان کی جماعت کو پہنچ رہا ہے۔" (پیغام صلح ۱۷ جولائی)

اگرچہ الفاظ پیچ دار ہیں۔ اور ان میں کھلے طور پر مولوی صاحب کو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی "ایسی ذلیل حرکتوں" کا انکار کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور ہوتی بھی کیونکر جبکہ ہمارے پاس جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کیلئے کافی ثبوت موجود ہے تاہم اس بات کی کوشش ضرور کی گئی۔ کہ ان کی ذلیل حرکتوں پر پردہ پڑا رہے چنانچہ ان "الزامات" سے اپنی علیحدگی کا اظہار انہوں نے اس طرح کیا۔

"ان سے ہمیں وہی نقصان پہنچ رہا ہے۔ جو انکی جماعت کو پہنچ رہا ہے"۔

گویا "حضرت امیر ایدہ اللہ" جب یہ فرما رہے ہیں۔ کہ ان باتوں سے انہیں بھی وہی نقصان پہنچ رہا ہے۔ جو مبائعین کی جماعت کو انکے خیال میں پہنچ رہا ہے۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ انکا یا انکے ساتھیوں کا ان باتوں کی تشہیر میں دخل ہو۔ کسی اور کی خاطر نہ سہی۔ اپنے نقصان کی وجہ سے ہی وہ تو ان باتوں کی اشاعت کو روکتے یا کم از کم انہیں ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوں گے۔

یہ تو "حضرت امیر" کے ادعا کا مفہوم تھا۔ لیکن ان کے "وزیر با تدبیر پیغام" نے اس پر مزید حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھا۔

"ہمیں اس میں دخل دینے کی ضرورت نہ تھی۔ اور ہم نے آج تک اس بارہ میں اشارۃً یا کنایۃً ان میں سے کسی ایک کی حمایت یا تردید کرنا مناسب نہ سمجھا۔ نہ صرف اس خیال سے کہ یہ صرف میاں صاحب اور ان کے مریدین کا باہمی جھگڑا تھا جس میں کسی تیسرے کو دخل دینے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے لکھا ہے۔ ایسی باتوں کو اخبارات میں زیادہ شہرت دینے سے تمام سلسلہ بدنام ہوتا ہے"۔

انہی الفاظ نے "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے بیان کی اور بھی وضاحت کر دی لیکن یہ چونکہ صریح جھوٹ اور سراسر دھوکہ تھا اسلئے ہم نے ۲۶ جولائی کے "الفضل" میں اسے "عذر گناہ بدتر از گناہ" ثابت کر دیا۔ علاوہ ازیں مولوی محمد علی صاحب کے طرز عمل اور مختلف مقامات کی شہادتوں سے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا۔ کہ مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے مستریوں کے ناپاک پراپیگنڈا کی تیاری اور تشہیر میں ہر وہ امداد دی جو دے سکتے تھے۔

یہ ایسی مضبوط اور پختہ باتیں تھیں۔ کہ ان میں سے کسی ایک کی بھی تردید نہ تو "حضرت امیر ایدہ اللہ" کر سکے۔ اور نہ ان کے کسی حامی کو جرأت ہوئی اور اس طرح انہوں نے اعتراف کر لیا کہ اپنی بریت کے متعلق مولوی صاحب اور ان کے اخبار نے جو دعویٰ کیا تھا۔ وہ قطعاً غلط اور جھوٹ تھا۔

"حضرت امیر" کی جبین مبارک کو عرق انفعال سے تر کرنے کیلئے یہی کافی تھا۔ لیکن مصلحت خداوندی نے اس میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ اور وہ اس طرح کہ وہی "پیغام صلح" جس نے "حضرت امیر ایدہ اللہ" کی حمایت و تائید کا فرض ادا کرتے ہوئے مباہلہ کی اشارۃً یا کنایۃً حمایت کرنے سے بھی انکار کیا تھا۔ اور "ایسی باتوں کو اخبارات میں شہرت دینے" کو سارے سلسلہ کی بدنامی کا باعث بتایا تھا۔ اسی میں "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے ایک مخلص اور "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کے پریذیڈنٹ" کا ایک مضمون شائع ہوا۔ جس میں پریذیڈنٹ صاحب نے بہت کچھ خرافات بکتے ہوئے لکھا۔

"میں نے الزامات کے پلندے یعنی اخبار مباہلہ کی اشاعت کی اور خوب زور شور سے کی۔" (پیغام ۱۹ ستمبر)

کہاں ہیں "حضرت امیر" اور ان کا ڈھنڈورچی "پیغام"۔ ان الفاظ کو بنظر غور ملاحظہ فرمائیں۔ اور بتائیں۔ انہوں نے جو ادعا کیا تھا۔ اسے انہی کے "ٹھیکیدار" نے باطل کر دیا ہے۔ یا نہیں۔ اور خود "پیغام صلح" اس کی اشاعت کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ یا نہیں۔ ٹھیکیدار کی تحریر کے ایک ایک لفظ سے معلوم ہوتا ہے۔ شرم و حیا سے اسے کوئی حصہ ہی نہیں ملا۔ اور اگر ملا تھا۔ تو وہ کبھی کا ٹھیکہ داری کی نذر ہو چکا ہے۔ لیکن اسے اپنے "حضرت امیر" کا تو کچھ خیال ہونا چاہئے تھا۔ اور ادعائے امیر کی اس طرح مٹی پلید کر کے انکے لئے روسیاہی کا سامان نہیں بہم پہنچانا چاہئے تھا۔

معلوم ہوتا ہے "ٹھیکیدار" کو خود اس بات کا احساس ہوا ہے۔ کہ اس نے اپنے "حضرت امیر" کی ملمع سازی کا انکشاف کر کے انہیں جھوٹا قرار دیدیا ہے۔ اسی لئے اس نے لکھا

"حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب نے مجھے اخبار مباہلہ کے متعلق کوئی حکم صریحاً یا اشارۃً ہرگز نہیں دیا۔ آنجناب اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ اور نہ میرا یہ فعل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کی پریذیڈنٹی کی حیثیت سے ہے۔ جماعت کو میرے اس کام سے کوئی تعلق نہیں۔ میں ذاتی طور پر اس کام میں حصہ لے رہا ہوں"

ہاں نہیا۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اس ٹھیکیدار کو مباہلہ کے متعلق کوئی حکم صریحاً یا اشارۃً ہرگز نہیں دیا ہوگا لیکن جس طرح ٹھیکیدار نے انجمن غیر مبائعین کا پریذیڈنٹ ہوتے اور مولوی محمد علی صاحب کی امارت کا جوا اپنی گردن پر رکھنے کے باوجود اپنی ذات کو علیحدہ قرار دے لیا۔ اسی طرح مولوی محمد علی صاحب نے بھی اپنی امارت اور اپنی ذات کو علیحدہ علیحدہ سمجھ کر کارروائی کی ہوگی۔ بے شک انہوں نے بحیثیت "حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب" ٹھیکیدار کو مباہلہ کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا ہوگا۔ بلکہ جو کچھ کہا ہوگا۔ وہ بحیثیت "حضرت امیر ایدہ اللہ" کہا ہوگا۔ اور جب ٹھیکیدار کے اصول کے مطابق امارت کو مولوی صاحب کی ذات سے کوئی تعلق نہیں تو پھر ٹھیکیدار کا یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ "حضرت مولانا محمد علی صاحب نے مجھے اخبار مباہلہ کے متعلق کوئی حکم صریحاً یا اشارۃً ہرگز نہیں دیا"۔

بہرحال ٹھیکیدار نے اپنے "حضرت امیر" کے چہرہ پر جسے قدرت نے پہلے ہی سیاہی سے زیادہ مناسب عطا کر رکھی ہے۔ ایسا سیاہ داغ لگا دیا ہے۔ جو سوائے اس کے کسی طرح نہیں چھٹ سکتا۔ کہ وہ بھی اعلان کر دیں۔ انہوں نے مباہلہ کے پراپیگنڈا میں حصہ نہ لینے کا جو اعلان کیا تھا۔ وہ بحیثیت "امیر ایدہ اللہ" نہ کیا تھا۔ اور نہ بحیثیت پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور تھا۔ بلکہ "ذاتی طور پر" تھا۔ اس کے بعد کسی کو آپ کی ذات شریف کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہ رہیگی۔

اسی سلسلہ میں ہم ایک اور بات بھی "حضرت مولوی محمد علی صاحب" کی خدمت میں عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ خواہ آپ نے "ذاتی طور پر" ہی فرمایا ہو۔ مگر فرمایا ضرور تھا۔ کہ مباہلہ کے پراپیگنڈا سے آپ کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اگر یہ درست تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی درست ہے۔ کہ اس ناپاک شغل میں حصہ لینے کا اقرار آپ کی انجمن راولپنڈی کے قابل پریذیڈنٹ نے اپنے قلم سے کر لیا ہے۔ اور "پیغام صلح" نے اسے چھاپ کر شائع کر دیا ہے۔ تو کیا آپ کا فرض نہیں۔ کہ ایسے شخص سے بازپرس کریں۔ جس نے بقول آپ کے آپ کو نقصان پہنچایا۔ اور سارے سلسلہ کو بدنام کرنے میں حصہ لیا۔ اگر نہیں۔ تو یہ فرما دیں۔ آپ اپنی امارت سے کیا کام لیا کرتے ہیں۔ جبکہ اس کے ذریعہ سلسلہ کو نقصان پہنچانے والے اپنے گھر کے بندھوں کو بھی نہیں روک سکتے۔

لیکن کہاں کا نقصان اور کیسی بدنامی۔ یہ سب باتیں دھوکہ دینے کے لئے ہیں۔ جو "حضرت امیر" کے قلم مبارک سے نکل کر پیغام کے صفحہ پر ثبت ہو گئیں۔ ورنہ ان لوگوں کی مد ان کے "حضرت امیر" کے ہمارے خلاف ایک ایک حرکت اور ایک ایک فعل اس قدر شرمناک ہے۔ کہ اس کا ذکر بھی شرافت کے لئے نہایت ناگوار ہے۔

اس موقعہ پر ہمیں اپنے ایک معزز دوست کا زجر نامہ یاد آگیا۔ جو انہوں نے ایڈیٹر الفضل کو وہ مضمون پڑھ کر جس میں مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا تعلق مباہلہ کے ناپاک پراپیگنڈا سے ثابت کیا تھا بھیجا تھا دوست مذکور نے لکھا تھا اس مضمون میں غیر مبائعین اور ان کے امیر کو اس طرح مخاطب کیا گیا ہے۔ کہ گویا ان لوگوں میں شرافت اور انسانیت کا کوئی شائبہ باقی ہے۔ حالانکہ ان کا ذاتی تجربہ ہے۔ کہ اگر موقعہ ملے۔ تو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کو بدنام کرنے کے لئے یہ لوگ اپنے ننگ و ناموس کی بربادی کی بھی کوئی پرواہ نہ کریں۔

بہاء اللہ نے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ نہیں کیا

ڈاکٹر ابراہیم خیر اللہ کے علاوہ ایک اور بہائی عالم میرزا ابوالفضل گلپائیگانی ہوئے ہیں جن کا انتقال ۲۴ صفر ۱۳۳۲ھ میں ہوا ہے۔ انہوں نے بہاء اللہ کے بعد اس وقت جبکہ بہاء اللہ کے دونو بیٹوں میرزا محمد علی (غصن اکبر) اور عبد البہاء (غصن اعظم) میں شدید اختلاف رونما ہو چکا تھا۔ عبد البہاء کی تائید میں ایک رسالہ استدلالیہ نام لکھا۔ اس میں وہ بھی عبد البہاء کو مسیح کی آمد ثانی کا منصب عطا فرماتے ہوئے لکھتے ہیں

"ان ابن الانسان سوف یاتی فی مجد ابیہ مع ملائکتہ وحینئذٍ یجازی کل واحد حسب عملہ۔ و این بشارت صریح است کہ ظہور روح در ظل ظہور رب خواہد شد۔ و تجلی این در یوم طلوع مجاب واقع خواہد شد و اگر بصیرے در جمیع رسائل رسل و آیات کتاب رؤیا بدقت ملاحظہ نماید می بیند کہ در اکثر مواضع کہ بظہور الٰہ بشارات فرمودہ بشارت ظہور ابن را نیز با آں مقرون داشتہ و اراضی مقدسہ را با مستقر از نورکش رب و عرش مسیح یعنے منصوص و تخصیص فرمودہ بل بصراحت بظہور عہد و میثاق الٰہی تصریح و تنصیص نمودہ است۔"

(رسالہ استدلالیہ صفحہ ۷۱)

کہ انجیل متی باب ۱۶ کی پیشگوئی کہ "ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا۔ تب ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلہ دیگا" ایک صاف و کھلی پیشگوئی ہے کہ ظہور مسیح ظہور رب کے ماتحت اور تابع ہوگا۔ اور بیٹے کا ظہور باپ کے ظہور جلال کے زمانہ میں ہوگا۔ اور اگر کوئی بینائی رکھنے والا شخص رسولوں کے خطوط اور کتاب مکاشفات کا بغور مطالعہ کرے گا تو وہ دیکھ لیگا کہ اکثر مقامات میں جہاں جہاں ظہور رب کی پیشگوئی کی گئی ہے وہاں وہاں ساتھ ہی ظہور ابن یعنے مسیح کی بھی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور ان دونوں (ربّ اور ابن) کی [illegible] ملک شام کو ٹھہرایا گیا ہے۔ یعنے ربّ (بہاء اللہ) اور [illegible] (عبد البہاء) دونوں کے ملک شام میں ظاہر ہونے کی [illegible]۔ جن کے مطابق یہ دونوں ملک شام میں ظاہر [illegible]

[illegible]

اس حوالہ میں مرزا ابوالفضل نے بہاء اللہ اور عبد البہاء دونوں کا جو منصب الگ الگ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ بہاء اللہ کا ظہور ظہور ربّ ہے۔ اور عبد البہاء کا ظہور ظہور مسیح ہے اس سے ثابت ہے کہ بہاء اللہ کا مسیح موعود ہونے کا وہ دعویٰ ہرگز نہ تھا جسکو بعض ہندوستانی بہائی آجکل احمدیہ جماعت کے مقابلہ میں پیش کر رہے ہیں۔ مرزا ابوالفضل گلپائیگانی نے ۱۹۰۲ء میں جبکہ وہ ڈاکٹر ابراہیم خیر اللہ کے بعد امریکہ میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اخبار نارتھ امریکن (فلاڈلفیا) کے نمائندہ سے بھی دوران ملاقات میں یہی بیان کیا۔ کہ بہائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ مسیح جسکی آمد کا وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ (عبد البہاء ہے جو) ابھی تک زندہ ہے (ملاحظہ ہو عکس اخبار مذکور جو پروفیسر براؤن نے اپنی کتاب میٹیریل سٹڈی آف دی بابی ریلیجن ۱۹۱۸ء میں دیا ہے)

اور اسی پرچہ اخبار (نارتھ امریکن) مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۰۲ء میں ایک اور عورت مسز لوا۔ ایم گیٹسنگر باشندہ واشنگٹن کا ذکر ہے جس نے بہت سا وقت مذاہب کے مطالعہ میں صرف کیا ہے۔ کہ ایک سال اس نے اپنی رہائش عکا میں اختیار کی اور وہ اس شخص (عبد البہاء) کے ہاں مہمان رہی جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مسیح ثانی ہے اور اس کو روزانہ بالمشافہ گفتگو کا موقع ملتا رہا ہے۔

یہ تمام حوالجات بتاتے ہیں کہ بہائیوں کی زیادہ تر توجہ اس طرف مائل رہی ہے کہ مسیح موعود کا منصب عبد البہاء کے لئے تجویز کیا جائے گو بہاء اللہ کی کتاب ایقان کی موجودگی میں جسے بہائی لوگ خدا کی کتاب مانتے ہیں اور جس میں مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئیوں کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا گیا ہے۔ بہاء اللہ مسیح موعود کے منصب پر کھڑا نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح عبد البہاء کے لئے بھی یہ منصب تجویز نہیں ہو سکتا۔ اور جہاں تک بہائی لٹریچر سے میری واقفیت ہے عبد البہاء نے اس منصب کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔

لیکن اگر کوئی بہائی اس بات کا مدعی ہوتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ عبد البہاء کا ایسا دعویٰ پیش کرے۔ اور میرزا حسین علی بہاء تو اس منصب مسیحیت کا کسی طرح دعویدار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کتاب فردوس صفحہ ۲۲۷ میں وہ لکھتے ہیں۔ "انہٗ انا المقام الذی وعد الیہ الروح" کہ میں مسیح کا وہ باپ ہوں جسکی نسبت انجیل یوحنا باب ۱۶ میں مسیح نے کہا ہے کہ "میں دنیا سے رخصت ہوتا اور باپ پاس جاتا ہوں"۔ مرزا حسین علی بہاء کا یہ دعویٰ کہ میں مسیح کا باپ ہوں۔ بہاء کی کتابوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ جس کا کوئی بہائی انکار نہیں۔ مثلاً کتاب مبین صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں:۔

"قد اتی الاب والابن فی الوادی المقدس یقول لبیک اللّٰھم لبیک" کہ باپ آگیا ہے اور بیٹا وادی مقدس میں اسکی دعوت کو قبول کرتا ہوا کہتا ہے کہ اے خدا میں حاضر ہوں اے خدا میں حاضر ہوں۔

اور اناجیل اربعہ سے ظاہر ہے کہ مسیح اپنے بھیجنے والے کو باپ کہتا تھا جیسا کہ انجیل یوحنا باب ۵ آیت ۳۷ میں ہے کہ باپ نے مجھ کو بھیجا ہے۔ پس وہ شخص جو مسیح کا باپ ہے اور نہ صرف مسیح کو بلکہ کل انبیاء اور رسل کو دنیا میں بھیجنے کا مدعی ہے جیسا کہ وہ خود کتاب اقدس صفحہ ۵۸ میں لکھتا ہے "قد ارسلنا الرسل و انزلنا الکتب" کہ ہم نے ہی تمام رسولوں کو بھیجا ہے اور تمام کتابوں کو اتارا ہے۔ اسکی نسبت کیونکر یہ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ وہ مسیح موعود ہونے کا مدعی ہے۔ کتاب ایقان کے بعد مرزا حسین علی بہاء کی کسی عبارت سے یہ مطلب نکالنا کہ اس نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اس کے دعوےٰ عصمت کبریٰ کے بھی منافی ہے۔ کیونکہ بہاء اللہ اشراقات میں عصمت کبریٰ کے مقام کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "عصمت کبریٰ فقط اس کے لئے مخصوص ہے۔ جس کا مرتبہ اوامر و نواہی سے پاک اور خطا و نسیان سے مبرا ہے۔ کیونکہ وہ ایک نور ہے جس کے پیچھے تاریکی نہیں اور عین صواب ہے جس کے پاس خطا بھولے سے بھی نہیں پھٹکتی وہ اگر پانی پر شراب کا اور آسمان پر زمین کا اور نور پر نار کا حکم لگائے تو بلاشبہ اس کا یہ حکم لگانا بالکل بجا ہے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ اس پر اعتراض کرے۔ یا اس سے پوچھے کہ تو نے یہ کیوں اور کس لئے کیا۔"

پس جبکہ بہائیوں کے نزدیک بہاء صاحب مقام عصمت کبریٰ ہے اور وہ خطا و نسیان اور بھول چوک سے پاک ہے۔ اور اس سے کسی قسم کی کوئی غلطی (اجتہادی یا غیر اجتہادی) ہونا محال ہے۔ تو یہ کیونکر ممکن ہو سکے کہ وہ اپنی کتاب ایقان کے خلاف جس میں وہ بڑے زور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح موعود قرار دے چکا ہے اپنے لئے اس منصب کا دعویٰ کرے اور کہے کہ میں مسیح موعود اور عیسیٰ ثانی ہوں۔ خصوصاً جبکہ علی محمد باب نے اپنی کتاب بیان فارسی واحد ۳ باب ۱۳ صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے:۔

"چنانچہ دوازدہ سال تمام از عمر او گذشتہ نمی گویند کہ من آن نطفہ ہستم کہ از فلاں سماء نازل شد و در فلاں ارض مستقر شدہ کہ اگر بگوید تنزل نمودہ و نزد اولو العلم حکم بتمامیت عقل او نمی شود۔ این است کہ نقطہ بیان نمی گوید۔ امروز منم مظاہر شیت از آدم تا امروز کہ مثل این قول ہم نمی شود۔ و از این جہت است کہ رسول خدا نفرمودہ کہ من عیسیٰ ہستم زیرا کہ آن وقتے است کہ عیسیٰ از حد خود ترقی نمودہ و بآں حد رسیدہ"

کہ کوئی شخص بارہ سال کی عمر میں اپنے آپ کو نطفہ نہیں کہتا۔ اگر تنزل اختیار کر کے ایسا کہے تو اہل علم کے نزدیک اس کو عقلمند نہ کہا جائیگا۔ اسی وجہ سے میں علی محمد باب یہ نہیں کہتا ہوں کہ جو مظاہر آدم سے لے کر میرے وقت تک ہو چکے ہیں۔ میں وہ مظاہر ہوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ رسول خدا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی نسبت کہیں یہ نہیں فرمایا کہ میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں کیونکہ عیسیٰ ترقی کر کے اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ پر پہنچ گیا ہے۔ کتاب بیان کی اس تصریح کے موجود ہوتے ہوئے مرزا حسین علی بہاء کی نسبت یہ تجویز کرنا کہ انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہوگا۔ بقول علی محمد باب انکو عقل سے خارج کرنا ہے۔ پس اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ مان بھی لیا جائے کہ بہاء اللہ نے کسی جگہ عیسائیوں سے خطاب کرتے ہوئے انکو یہ کہا ہے کہ مسیح دوبارہ آگیا ہے تو بہاء اللہ کے مقام عصمت کبریٰ اور کتاب ایقان کے بیان کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسیح کے دوبارہ آنے کے اس جگہ یہ معنے ہونگے کہ خدائی کی جو طاقتیں عیسائی لوگ حضرت مسیح میں مانتے ہیں۔ ان الوہیت کی طاقتوں کا مدعی ظاہر ہو گیا ہے اور یہی وہ بات ہے جو احمدی اسے ہم بہاء اللہ کی نسبت بیان کرتے چلے آرہے ہیں کہ وہ الوہیت کا اس رنگ میں دعویدار ہے جس طرح عیسائی حضرت مسیح کی الوہیت کے قائل ہیں اور الوہیت اور خدائی کی کوئی ایسی صفت عیسائیوں نے حضرت مسیح کی نسبت آج تک بیان نہیں کی جس کا دعویٰ بہاء اللہ کو نہ ہو۔ بلکہ جیسا کہ بہاء اللہ

ف۱ رسالہ استدلالیہ۔ میرزا ابوالفضل گلپائیگانی نے ۳ رجب ۱۳۱۷ھ مطابق ۷ نومبر ۱۸۹۹ء میں تصنیف کیا اور اسی زمانہ میں عبد البہاء کے سامنے پیش کیا جسکو انہوں نے شرف قبولیت بخشا منہ

کی کتابوں میں بیان ہُوا ہے۔ بہاء باپ ہے اور مسیح بیٹا۔ اور یہی نسبت ان کی اُلوہیت میں مانی گئی ہے۔ چنانچہ امریکہ میں پہلا بہائی مبلغ ڈاکٹر ابراہیم خیر اللہ جو عیسائیوں کو تبلیغ کرنے کے لئے ۱۸۹۲ء میں بھیجا گیا تھا۔ اس کے لیکچروں کے سلسلہ میں مس ایچ کے جن خطوط کا اوپر حوالہ آیا تھا جو اس نے پروفیسر براؤن کو امریکہ سے لکھے تھے اور پروفیسر براؤن نے اپنی کتاب سٹڈی آف دی بابی ریلیجن میں چھاپے ہیں ان سے بھی یہی امر ثابت ہوتا ہے مس موصوفہ اپنے پہلے خط مورخہ ۱۵ مئی ۱۸۹۸ء میں ڈاکٹر ابراہیم خیر اللہ کے لیکچروں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہے کہ "ڈاکٹر کے بیان کے مطابق بہاء اللہ خود خدا تھا۔ وہ تعلیم دیتا ہے کہ بہاء اللہ خدا کا مظہر نہیں تھا۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ بلکہ وہ واقعی خود خدا تھا۔ اور وہ اس دور میں پھر نہیں آئے گا۔ اور ہم سب کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس پر ایمان لائیں۔ ورنہ ہم ہمیشہ کے لئے نجات کے موقعہ کو ضائع کر دینگے۔ (صفحہ ۱۱۱) اور چوتھے خط مورخہ ۲۰ اگست ۱۸۹۸ء میں مس موصوفہ نے لکھا ہے کہ پانچویں سبق میں صاف طور پر ڈاکٹر نے یہ بیان کیا تھا کہ بہاء اللہ خدا کا مظہر ہے۔ لیکن گیارہویں سبق میں اس نے بتایا کہ بہاء اللہ خدا ہے (صفحہ ۱۲۶) اس کے بعد مس موصوفہ ڈاکٹر کے گیارہویں لیکچر کے خلاصہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتی ہے کہ ڈاکٹر نے بیان کیا کہ ۱۸۶۳ء میں بہاء اللہ نے دنیا کے سامنے اپنے آپ کو خدا ظاہر کیا (صفحہ ۱۳۸) خدا انسان کی طرح ظاہر ہُوا اس کے ماں باپ تھے۔ اس نے اپنا قانون خود پورا کیا اور شادی کی۔ سب سے بڑی وجہ کہ کیوں خدا نے شادی کی [illegible] سے نسل انسانی کا پیوند ہو جاتا ہے (صفحہ ۱۴۱) ۱۸۵۲ء میں مجسم خدا (بہاء) ظاہر ہُوا (صفحہ ۱۳۸) خدائے قادر مطلق ۱۸۵۲ء میں ملک فارس میں مسلمانوں کے ہاں پیدا ہُوا ۱۸۶۳ء میں اس نے اپنے خدا ہونے کا اعلان کیا۔ اور ۱۸۹۲ء میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا (صفحہ ۱۳۹) +

امریکہ میں بہاء اللہ کی اُلوہیت اور خدائی کے متعلق جو کچھ ڈاکٹر خیر اللہ نے عیسائیوں کے سامنے پیش کیا ہے بہائی کتابیں بتاتی ہیں کہ یہ عین بہاء اللہ کی تعلیم کے موافق ہے + خاکسار فضل دین قادیان

اہل پیغام کے لئے عبرت کا مقام

اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے وہ پہلے ہی جانتا تھا کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بعض لوگ اعتراضات کے تیر برسائینگے اسلئے وہ پہلے ہی کو اس معصوم خاندان کے لئے سپر اور ڈھال بنکر انکو بریت کی سند عطا فرماتا ہے اور انکے خلاف شکایت کرنے والے کو منافق قرار دیتا ہے ملاحظہ ہو رسالہ الوصیت شرائط ۲ فرمایا۔ "میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثنا رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ہو انکو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی۔ اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔"

کیا اہل پیغام جو خاندان حضرت مسیح موعود پر اعتراض کرتے رہتے ہیں ان الفاظ سے عبرت حاصل کرینگے۔ خاکسار فضل از [illegible]

ختم نبوت کا راز

بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر شائع ہوئی ہے جس میں ختم نبوت کے مسئلہ کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور اس سے غیر مبایعین کے اوہام کی پوری پوری تردید ہوتی ہے ناظرین کرام کی آگاہی کیلئے وہ تقریر درج ذیل کی جاتی ہے +

(فرمایا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا راز ہمارے مخالفوں نے ہرگز نہیں سمجھا۔ جس طرح یہ وہ ختم نبوت مانتے ہیں۔ اس طرح پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر قرار دیتے ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ اب ابوت جسمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس میں نفی کی ہے اگر روحانی ابوت کا سلسلہ بھی جاری نہ ہُوا تو پھر کیا آپ کو ابتر مانیں گے ایسا ماننا تو کفر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کی ابوت روحانی کا سلسلہ جاری ہے جیسا کہ لفظ لٰکن ظاہر کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آیندہ جو نبوت یا رسالت ہوگی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے ہوگی کوئی شخص الہام اور وحی اور روحانی فیوض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جب تک وہ آنحضرت کی سچی اتباع سے استفادہ نہ کرے آیندہ نبوت کا فیض آپ ہی کے ذریعہ اور مہر سے ملے گا +

ہماری مثال تو ایسی ہی ہے کہ جیسے کوئی آئینہ میں اپنی شکل دیکھے تو کیا اس شکل میں جو آئینہ میں نظر آتی ہے اصل کے خواص اور صفات نہ ہونگے۔ اسی طرح ہم بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا عکس اور پرتوہ ہے۔ آپ سے خارج کوئی چیز نہیں۔ وحی کے معنے قرآن شریف میں مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے آئے ہیں۔ جس دین میں برکات سماویہ اور مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ منقطع ہو جائے۔ اس دین کو زندہ کہنا غلطی ہے۔ وہ دین مردہ ہوگا۔ پس اسلام کو یہ لوگ مردہ دین قرار دینا چاہتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مردہ نبی معاذ اللہ ہم یہ نہیں مانتے ہمارے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں اور اسلام زندہ مذہب کیونکہ آپ کے برکات اور فیوض کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور آپ کی نبوت مستقل نبوت ہے جس کی مہر سے سلسلہ نبوت چلتا ہے اور اسی کو ظلی نبوت کہتے ہیں۔ ہم اس نبوت کو کفر جانتے ہیں جس کا آنحضرت کے توسط کے بغیر دعویٰ کیا جائے۔ لیکن جو سلسلہ توسط کا انکار کرتا ہے کہ ایسا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا ہے وہ بھی کافر ہے کیونکہ وہ معاذ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتر اور اسلام کو مردہ مذہب ٹھہراتا ہے اور جب اسلام ایسا مذہب ٹھہرایا گیا۔ تو پھر اس سے نجات کی کیا امید ہوگی +

یہ اسرار سمجھنے کے لئے ایک معرفت کی ضرورت ہے اور جب تک اس عالم میں معرفت کی تکمیل نہ کرے۔ اس عالم میں معرفت کی کوئی امید نہیں ہو سکتی۔ اور تکمیل معرفت ہو ہی نہیں سکتی جب تک آنحضرت صلعم سے استفادہ نہ کرے یا ایسے لوگوں کی صحبت سے فائدہ نہ اُٹھائے جو آپ کے استفادہ سے مستفید ہو کر وہی برکات لے کر آئے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کونوا مع الصادقین اور پھر آنحضرت صلعم سے استفادہ کرنے کے لئے فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اور اس جہان کی عدم معرفت سے دوسرے عالم میں بھی معرفت سے بے نصیب ہونے کے لئے فرمایا۔ من کان فی ھٰذہ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی دیکھو اللہ تعالیٰ نے جو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا کی تعلیم کی ہے اور ہر رکعت نماز میں پڑھی جاتی ہے اگر یہ نعمت کسی کو ملنے والی ہی نہ تھی تو اس دعا کی تعلیم کی کیا ضرورت تھی +

سچی بات یہی ہے کہ میری یہ باتیں سمجھ میں نہیں آ سکتیں جب تک آنکھ نہ کھلے۔ اور وہ صحبت سے میسر آتی ہے۔ آنکھ کھلنے سے بصیرت اور یقین تام حاصل ہوتا ہے اور اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے اور دوسرے عالم میں وہ بصیرت بینائی کا باعث بنتی ہے اور نابینائی کی تکلیف اور مصیبت سے نجات دیتی ہے +

بڑے ہی تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ جب یہ لوگ مانتے ہیں کہ یہ امت خیر الامم ہے۔ تو کیا ایسی ہی امت خیر الامم ہُوا کرتی ہے جس میں کسی کو مخاطبات اور مکالمات الٰہیہ کا شرف حاصل نہ ہو۔ حضرت موسیٰ کی اتباع سے ان کی اُمت میں ہزاروں نبی ہوئے۔ لیکن اس امت میں ایک بھی ان کا مثیل نہ ہُوا۔ تو پھر یہ امت کیونکر خیر الامم ٹھہری؟ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ جمیع کمالات نبوت و رسالت آپ پر ختم ہو گئے۔ اور جیسے بادشاہ کی مہر کے بغیر کوئی فرمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کی مہر کے بغیر کوئی نبوت سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ قرآن شریف میں جو فرمایا ہے کہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ محبت کے کیا معنی ہیں۔ کیا یہی کہ وہ کور رہیں یہ کیسی محبت ہے؟ (مسیح موعود)

غیر مبایعین جو آئے دن اخبارات میں شور مچاتے رہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوحانی ابوت کا سلسلہ جاری رہنے کا عقیدہ صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ایجاد کیا ہے اور غیر مبایعین آیت خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھتے ہیں کہ اب ہر قسم کی نبوت بند ہو چکی ہے۔ اور قیامت تک اس خیر الامم میں کوئی نبی نہ ہوگا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا بیان کو بغور پڑھیں۔ اور بتائیں۔ ختم نبوت کے متعلق ان کا عقیدہ کہاں تک [illegible]

امریکہ میں تبلیغ اسلام

مسلمانوں کے شکوک کا ازالہ اور دعوت اسلام میں کامیابی

امریکہ میں مسلمانوں کا مرکز

۸- جون عاجز تبلیغی دورہ پر ڈیٹرائٹ نامی شہر گیا۔ یہ شہر شمالی ریاست مشیگن میں واقع ہے۔ اور آبادی کے لحاظ سے ریاستہائے متحدہ میں چوتھا شہر ہے اور کنیڈا سے بالکل متصل ہے۔

اس شہر میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے کئی ہزار مسلمان رہتے ہیں۔ اور یہ کہنا بجا ہوگا۔ کہ ریاستہائے متحدہ میں ڈیٹرائٹ مسلمانوں کا مرکز ہے۔

سیرت رسول کریم پر لیکچر

میں نے ۹- جون ہندوستانی مسلمانوں کو اکٹھا کر کے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق تقریر کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح پر ایک عام تقریر کرانے کی تحریک کی۔ میری حیرت کی حد نہ رہی جب میں نے دیکھا۔ کہ بعض آدمیوں نے جو اپنے آپ کو Bolshevik سمجھتے اور دعوے کرتے ہیں۔ کہ ہم ہندوستان کو آزاد کرائیں گے۔ اس بات پر مخالفت شروع کی۔ کہ جب تک ہندوستان کو غلامی سے آزاد نہ کر لیں گے ہم کسی مذہبی کام میں حصہ نہیں لیں گے۔ مگر اس وقت تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک جماعت نے پُرجوش طریق سے اپنے اخلاص کا ثبوت دیا۔ اور کہا۔ ہم ضرور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح پر تقریر کرائیں گے۔ اسی وقت انہوں نے چندہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ اور تین مشہور روزانہ اخبارات میں باتصویر اعلان شائع کرا کر ۱۶- جون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح پر تقریر کرائی۔

اسلام کے متعلق سوالات کے جوابات

شہر ڈیٹرائٹ میں ایک بہت بڑا کام یہ ہوا۔ کہ تعلیم یافتہ طبقہ کے ہندوستانیوں میں احمدیت کی پوری تبلیغ ہوئی۔ اکثر تعلیم یافتہ لوگوں نے اسلام کے متعلق سوالات کئے۔ اور جوابات سن کر بہت متاثر ہوئے۔ درحقیقت یہ لوگ اس ملک میں اسلام کے خلاف بہت اعتراضات سنتے رہتے ہیں۔ اور جو اسلام ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس سے وہ بہت بیزار ہیں۔ ان کا دل دکھا ہوا ہے۔ میرے ساتھ واقفیت ہونے پر وہ پیاسوں کی طرح سخت گھبراہٹ سے اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے آئے۔ اور جوابات سن کر بہت ہی خوش ہوئے۔ جس کو ایک دفعہ گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ اسے بار بار ملنے کا خواہش مند پایا گیا۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں پر توکل کرتے ہوئے یقین کامل رکھتا ہوں۔ کہ ان کے دلوں میں جو بیج بویا گیا ہے۔ وہ کسی وقت نہایت شاندار پھل لائے گا۔

ڈیٹرائٹ میں اس طرح سے بھی تبلیغ کے بہت مواقع ملے۔ کہ بعض ہندوستانی جنہوں نے وہاں شادی کر کے مستقل رہائش اختیار کی ہے انہوں نے دعوت کی۔ غرض ان کی یہ تھی۔ کہ اسلام کے متعلق گفتگو کی جائے۔ تاکہ ان کے بیوی بچے اور دیگر رشتہ داروں کو اسلام کا پیغام دیا جائے۔

ایک تعلیم یافتہ خاتون کے سوالات کے جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح پر تقریر کرنے کے بعد مجھے ایک مسلمان معہ اپنی بیوی کے ملے تھے۔ جو شام کے رہنے والے ہیں۔ ان کی بیوی نے کہا۔ "میرے دل میں اسلام کے متعلق بہت سے سوالات ہیں۔ میں اُن کے حل کرنے کے لئے مطالعہ کرنے کی کوشش کروں۔ تو میرا خاوند اور دیگر رشتہ دار مجھ سے ہنسی مذاق کرتے ہیں۔ آپ مجھے وقت دیں۔ تو میں آپ سے اپنے شبہات کا ازالہ کراؤں۔" میں نے اگلا دن مقرر کیا۔ وہ سوالات کی ایک طویل لسٹ لکھ کر لے آئی۔ اور متواتر چار گھنٹہ گفتگو ہوتی رہی۔ سوالات کے جواب سن کر وہ کہنے لگیں۔ مجھے پوری تسلی ہو گئی ہے اب آپ مسیح موعود کے متعلق کچھ بیان کریں۔ میں نے مختصر الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بیان کیا۔ کہنے لگیں کچھ معجزات بیان کریں۔ وقت بہت ہو چکا تھا۔ میں اور جگہ مدعو تھا۔ لوگ لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو Ahmadyya
Present to the Prince of Wales اور movement کتابیں مطالعہ کے لئے دیں۔ مؤخر الذکر کتاب سے دس معجزات نکال کر پڑھنے کو کہا۔ انہوں نے مجھے کہا۔ میں امریکہ اور اہل شام کے کچھ لوگوں کو جمع کروں گی۔ اُن کے دل میں بھی اسلام کے متعلق سوالات ہیں۔ آپ ان کو اپنے الفاظ میں سمجھائیں۔ اس کے لئے وقت مقرر کیا گیا۔

ایک مجمع کے شکوک کا ازالہ

مقررہ تاریخ میں ان کے گھر گیا۔ انہوں نے کافی تعداد میں لوگوں کو جمع کیا ہوا تھا۔ اور پُرتکلف کھانا پکایا۔ پانچ گھنٹہ تک اسلام اور احمدیت پر گفتگو ہوئی۔ تمام سامعین بہت اچھی طرح سے متاثر ہوئے۔ اور صاف الفاظ میں اقرار کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دعوے میں صادق ہیں۔ کتب کے مطالعہ کے بعد اس خاتون نے کہا۔ "تمام زندگی میں میں نے کبھی اتنی دلچسپ کتب مطالعہ نہیں کیں۔" اور یہ کہ "جو کچھ میں آپ سے سن چکی ہوں۔ اور پڑھ چکی ہوں۔ وہ تمام باتیں میں مانتی ہوں۔"

اس خاتون کے پانچ بھائی یہاں سے قریباً بارہ صد میل کے فاصلہ پر رہتے ہیں۔ انہوں نے ان کو خط لکھا۔ کہ مجھ سے خط و کتابت کر کے اسلام کے متعلق واقفیت حاصل کریں۔ یہ عورت نہایت عقلمند اور ذہین ہے۔ اور اسلام کے متعلق بہت درد رکھتی ہے۔ میں امید واثق رکھتا ہوں۔ کہ یہ خاتون بہت مدد ہو گی۔

قبولیت اسلام

اس شہر میں کنیڈا کے بعض لوگوں کو تبلیغ کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ او بعض جگہوں میں آئندہ کام کے متعلق بھی انتظام ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کے بے انتہا کرم سے ۴۹- اصحاب داخل سلسلہ ہوئے۔ جن میں سے تین صاحب بنگالی مسلمان ہیں۔ اور باقی ۴۶- اصحاب امریکہ کے باشندے ہیں۔ میاں مظفر الدین صاحب نامی ایک صاحب مجھ سے ملے۔ ان کو تبلیغ کی گئی۔ اور وہ احمدی ہو گئے۔ ان کے زیر اثر کچھ لوگ تھے۔ انہوں نے تقریر کا انتظام کرایا۔ تو ۹،اصحاب داخل اسلام ہوئے۔ میں نے ان کو اس جماعت کا سکرٹری مقرر کر دیا۔ ایک اور صاحب جو پرانے مسلمان ہیں۔ اور امریکہ کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے دو دفعہ تقریر کرائی۔ پہلی دفعہ ۱۷- اصحاب اور دوسری دفعہ ۱۹- اصحاب نے اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو سچا ایمان اور استقامت عطا کرے۔ آمین ثم آمین

شکاگو یونیورسٹی میں تقریر

میں ابھی ڈیٹرائٹ میں ہی تھا۔ کہ شکاگو کی ایک سوسائٹی کی طرف سے خط ملا۔ کہ وہ تمام مذاہب کے نمائندگان سے اپنے اپنے مذہب پر تقریر کرانا چاہتی ہے مجھے اسلام پر تقریر کرنے کی دعوت دی گئی۔ تقریر شکاگو یونیورسٹی میں کرنی تھی۔ اس لئے میں ۲۹ تاریخ شکاگو واپس آگیا۔ ۳۰- جون تقریر کی گئی۔ یہ بھی تبلیغ کا ایک عمدہ موقعہ ملا۔ سامعین تعلیم یافتہ تھے۔ اور نارتھ ویسٹرن یونیورسٹی اور شکاگو یونیورسٹی کے طلباء آئے ہوئے تھے۔ ان کی خواہش کے مطابق پہلے اذان کا ترجمہ سنایا گیا۔ پھر اذان دی گئی۔ اس کے بعد اسلام کے متعلق تقریر ہوئی۔ اور دیر تک سوالات ہوتے رہے۔ تقریر کا اثر خدا کے فضل سے بہت اچھا ہوا۔ بعض آدمیوں نے کہا کہ ہم تو اسلام کے متعلق اور ہی کچھ سنتے رہے

شکر گزار

میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں کما حقہ حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کر سکوں ماہ جون میں اللہ تعالیٰ نے بندہ نوازی سے اعلائے کلمۃ اللہ کے شاندار مواقع عطا کئے۔ اور امید سے بڑھ کر کامیابی حاصل ہوئی۔ مولا کریم اپنی رحمت اور ذرہ نوازی سے آئندہ بھی آخری سانس تک اس ناچیز کو خدمت اسلام میں حقیقی کامیابی عطا کرے۔ آمین۔

خاکسار مطیع الرحمٰن بنگالی۔ از شکاگو امریکہ۔

انہدام مذبح قادیان اور گورنمنٹ کی بے اعتنائی

یہ مانا ہوا اصول ہے۔ کہ جب گرمی حد سے گذر جاتی ہے۔ کسان کی لہلہاتی کھیتی لُو اور تپش سے دیکھتے دیکھتے خشک ہو جاتی ہے۔ مخلوق خدا الاماں الاماں پکار اٹھتی ہے۔ تو یکایک قدرت کاملہ جوش میں آکر اس بستی پر رحمت کے بادل بھیج دیتی ہے۔ تاکہ وُہ لُو سرد ہواؤں سے مبدل ہو۔ اجڑی کھیتی پھر سرسبز ہو۔ پریشان مخلوق رب ذو المنن کی شکر گذار ہو۔

ایسا ہی واقعہ اس وقت امت محمدیہ کے متعلق ہوا۔ اس امت کا شیرازہ قومی بکھر چکا تھا۔ اس پر وُہ ابتلا اور وُہ مصیبتیں نازل ہو چکی تھیں وُہ باہمی فساد وعناد کی آگ سلگ رہی تھی۔ کہ جس پر اگر ایک بارش تو کیا ہزار طوفان نوح بھی نازل ہوتے۔ تو بھی یہ آگ بجھ نہ سکتی۔ اور یہ سوئی ہوئی قوم اُٹھ نہیں سکتی تھی۔ مگر اس کارساز نے وُہ کر دکھایا۔ جس کا وہم وگمان بھی نہ تھا مدتوں کے بچھڑے بھائی پھر ایک ہی سٹیج پر آ کھڑے ہوئے۔ برسوں کے ہجران نصیب دوست پھر گلے مل گئے۔

انہدام مذبح قادیان کے خلاف شور خونچکاں۔ حادثہ فلسطین کی مذمت اور راجپال ایجی ٹیشن حال کے وہ مظاہرے ہیں۔ جو ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ ابھی اسلام زندہ ہے۔ اور واقعی یہ زندہ سمجھے جانے کا حقدار ہے۔ یہ وُہ واقعات ہیں۔ جو اس زمانہ کی اسلامک ہسٹری میں سنہری حرفوں میں مندرج ہونگے۔ جیسے ہی یہ شدید اور سخت وار دشمنان دین نے اسلام پر کئے۔ ویسے ہی کمال جرأت اور جوشگی سے مسلمانان ہندوستان نے ان کا مقابلہ کیا اور اغیار کو بتا دیا۔ کہ یہی قوم کے زندہ ہونے کے ثبوت ہیں۔ مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی سے مخالفین کو ان پر حملہ آور ہونے کی جرأت اسی زمانہ میں نہیں ہوئی یہ آج کا واقعہ ہی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ سے حریف ہماری باہمی چپقلش سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں بھی جب آپ کا جھگڑا حضرت امیر معاویہ رضہ سے تھا۔ شاہ رُوم نے جو عیسائی مذہب رکھتا تھا۔ اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ اور امیر معاویہ کو لکھا۔ میں نے سُنا ہے۔ تمہارا علیؓ سے آج کل جھگڑا ہے۔ اگر کہو۔ تو میں اپنے تمام لاؤ لشکر سے علیؓ پر حملہ آور ہو کر تمہاری مدد کروں۔ مگر اے اسلام کے علمبردارو! جانتے ہو۔ اس شیر مرد نے اس کا کیونکر جواب دیا۔ لکھا۔ اگر تو نے ذرا بھی حضرت علی کے برخلاف ہل چل کی۔ تو یاد رکھنا۔ معاویہ پہلا انسان ہوگا۔ جو علیؓ کے جھنڈے کے نیچے سپاہی کی حیثیت سے تمہارے مقابلہ پر نظر آئیگا۔

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ برادران اسلام نے اپنے سلف کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اسلام کو غیروں کے طعنے سے بچایا۔ احمدیوں نے حادثہ فلسطین کو اپنا حادثہ سمجھا۔ اور غیر احمدیوں نے قادیان کے مذبح کے انہدام کو اپنا معاملہ۔ مگر افسوس ہے۔ گورنمنٹ باوجود اپنے آپ کو آزادی مذاہب کی حامی قرار دینے کے ہمارے حقوق کی پرواہ نہیں کرتی۔ اور ہمارے نامہربان حریفوں کو ہمارے مقابلہ پر ہر طرح ترجیح دے رہی ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ گورنمنٹ بھی "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کے اصول پر کاربند ہے۔ اگر نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ غیر مسلم دن دہاڑے حکومت کے برخلاف مظاہر کریں۔ تو قابل التفات ٹھیریں۔ مگر ہم فریاد کرنے جائیں۔ تو معتوب قرار پائیں۔

محمد عبدالرؤف خان۔ ایل سی۔ سی لنڈن۔ خلف شیخ غلام قادر صاحب پٹھانکوٹ۔

حصہ وصیت کی ادائیگی

(۱) منشی عبدالعزیز صاحب قادیان نے اپنی جائداد کی کل قیمت ڈلوا کر جو ۷۱۸۵ روپیہ بنی۔ اس کا ⅕ حصہ یعنی ۱۴۳۷ روپیہ ادا کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ موصی صاحب مذکور کی جانب سے مبلغ ؏ کی رقم ۷ ستمبر داخل خزانہ ہوئی۔ بقیہ رقم کی ادائگی کے لئے بھی کوشش کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ وصیت کا روپیہ زندگی میں ہی ادا کر دیں۔

(۲) سید محمد اشرف صاحب سابق ہیڈ کلرک محکمہ تعلیم پنجاب نے اپنی موجودہ جائداد کی قیمت ۷۰۰۰ روپیہ لگوا کر اس کے 1/10 حصہ مبلغ ؏ کے عوض ایک مکان بابو وزیر خان صاحب والا واقعہ قادیان جو ان کے پاس ؏ روپیہ میں رہن با قبضہ ہے بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہبہ کر کے قبضہ دے دیا ہے۔

(۳) ملک محمد حنیف خان صاحب جنہوں نے ۱۱ اپریل ۱۹۲۷ء کو وصیت کی تھی۔ اپنی اراضی زرعی کا ⅕ حصہ ہو کر ۸ کنال ۱۵ مرلہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان از مربعہ ۴۳ نمبران کیلہ ایک تا دس واقعہ موضع خانپور چک ۲۳۶ گوگیرہ برانچ تحصیل سمندری۔ ضلع لائل پور ہبہ کر دیا ہے۔ یہ انتقال ہبہ نمبر ۲۱۹ موضع خانپور منظور ہو چکا ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ان سب احباب کی قربانی کو قبول فرمائے۔ اور دوسرے موصی احباب کو بھی اپنی زندگی میں حصہ وصیت کی ادائگی کی توفیق ملے۔ آمین۔

محمد سرور شاہ سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان

انجمن احمدیہ محبوب نگر کا جلسہ

انجمن احمدیہ محبوب نگر علاقہ نظام کا جلسہ سالانہ ۱۱-۱۲ ربیع الآخر منعقد ہوا۔ لیکچرز کے لئے حیدرآباد سے مولانا عبدالرحیم صاحب نیر اور مولوی سید بشارت احمد صاحب جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ حیدرآباد اور محترم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب تشریف لائے۔ پہلے اجلاس کے دن کثرت سے بارش تھی۔ اور خیال تھا۔ کہ جلسہ نہ ہو سکے گا۔ لیکن باوجود بارش تین سو تک حاضرین کی تعداد پہنچ گئی۔ جن میں عہدیداران مقامی بھی تھے۔ مولانا نیر صاحب نے اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر تقریر کی۔ اور دیگر مذاہب کے بانیوں سے مقابلہ کرتے ہوئے رسول اکرم کی شان اس وضاحت سے بیان کی کہ حاضرین پر وجد کا عالم طاری تھا۔ اس کے بعد مولوی سید بشارت احمد صاحب نے تقریر کی جس میں فرقہ وارانہ مناقشات کو بند کر کے رواداری ومحبت کے جذبات کی لہریں پیدا کرنے کی تلقین کی۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے دوسرے اجلاس کا مقام بدلنا پڑا۔ اور آفیسرز کلب جو شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ جلسہ کے لئے لیا گیا۔ دوسرے دن کی حاضری تقریباً ساڑھے تین ہزار کی تھی۔ عہدیداران مقامی سے جناب کلکٹر صاحب اور جناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب اور دیگر اعلےٰ عہدیداران مقامی رونق افروز تھے۔ مولانا سید بشارت احمد صاحب نے وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعود اور حیات النبی پر ایک پُر اثر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد حضرت نیر

ایک احمدی سب انسپکٹر پولیس کی فرض شناسی

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار "الفضل" قادیان

جناب ملک علی حیدر صاحب احمدی سب انسپکٹر پولیس تھانہ اورنگ آباد ضلع گجرات کی فرض شناسی اور احسن کارگذاری کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوئے سرائے اورنگ آباد کی پبلک (ہندو۔ سکھ۔ مسلم) نے جو درخواست بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر و جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر محکمہ پولیس ضلع گجرات ارسال کی ہے۔ اس کی ایک نقل برائے اشاعت ارسال خدمت ہے۔ فرض شناس افسر جہاں اپنے محکمہ اور افسران بالا کے لئے باعث فخر ہوتے ہیں۔ وہاں اپنے خاندان وقوم ومذہب کو بھی شہرت کے چار چاند لگاتے ہیں۔ ملک صاحب کی انسانی ہمدردی اور فرض شناسی جماعت احمدیہ کے وقار میں بھی اضافہ کا باعث ہوگی۔ خاکسار۔ گیان چند۔

بحضور جناب صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر محکمہ پولیس ضلع گجرات

جناب عالی!

فدویان سرائے عالمگیر کے باشندے ہیں۔ حضور کے دربار میں عرض حال واجب جان کر بطور ایک بڑے پُر فخر مطالبہ کے مندرجہ ذیل گذارش کرتے ہیں۔ امید ہے جناب ازراہ کرم گستری وغربا نوازی شرف پذیرائی بخشیں گے۔

حضور انور! قصبہ ہذا میں عرصہ پچاس سال سے ہر سال ماہ ستمبر او اکتوبر کے مہینوں میں جب کہ دفعتاً خلیف قصبہ کے اردگرد قد آدم سے زیادہ بلند ہو جاتی ہے نقب زنی ہوتی رہی ہے۔ یہ خطرہ ہمیں بطور ترکے ملا ہوا تھا۔ بہت سے افسران پولیس نے اس کا ایک حد تک علاج کیا مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ بدستور سابق یکم ستمبر سے ۹ ستمبر تک چار مختلف گھروں میں چوری کی وارداتیں ہوئیں۔ جناب ملک علی حیدر صاحب سب انسپکٹر پولیس مقامی تھانہ اورنگ آباد ۹ ستمبر رات کے وقت بھیس بدل کر گشت لگا رہے تھے۔ کہ قریباً ایک بجے رات کے مستری شہزادہ کے ہاں نقب لگی۔ صاحب خانہ کے شور وغوغا کی آواز سن کر تھانیدار صاحب موقعہ پر پہونچے۔ اور تاریکی میں چوروں کا تعاقب کیا۔ ایک چور سے مٹھ بھیڑ بھی ہوئی۔ بڑے سخت مقابلہ کے بعد تھانیدار صاحب نے چور کو گرا کر گرفتار کر لیا۔ یہ چور اس قدر تجربہ کار تھا۔ کہ باشندگان قصبہ کو اس نے بھاگتے بھاگتے بھی سخت چوٹیں لگائیں۔ کوئی شخص مقابلہ کی تاب نہ لا سکا۔ ایک اور بدمعاش کی جو سابقہ سزا یافتہ اور مشہور چور ہے۔ اور اس واردات میں سرغنہ تھا موقعہ سے بھاگ کر تمام رات باجرے کے کھیتوں میں چھپا رہا گرفتاری بھی ملک صاحب نے بڑی ہمت سے بامداد اہالیان شہر کی۔

جناب والا۔ ہمارے قصبہ میں چوروں کی گرفتاری اور پولیس افسر کی بہادری کی یہ پہلی مثال ہے ملازمان پولیس کی ایسی بہادرانہ کارگذاریاں افسران بالا ومحکمہ کے لئے باعث فخر وناز ہوا کرتی ہیں۔ لہذا فدویان بڑے ادب سے گذارش کرتے ہیں۔ کہ ملک علی حیدر صاحب سب انسپکٹر پولیس تھانہ اورنگ آباد کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی فرما کر فدویان کو گرویدہ احسان بنایا جائے۔

ہم ہیں حضور کے خدمتگذار باشندگان سرائے اورنگ آباد۔ ضلع گجرات

ہندوستان کی خبریں

—— مولوی محمد عمر خان صاحب معتمد مالیات مجلس مرکزیہ خلافت کمیٹی نے ذیل کا تار ہز ایکسیلنسی وائسرائے کو دیا ہے۔ مسلمان اس امر سے سخت پریشان ہیں۔ کہ شاردا بل کا مسلمانوں پر بھی اطلاق کیا جا رہا ہے۔ مسلمان اسے مذہبی مداخلت تصور کرتے ہیں۔ اور آپ سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ حکومت کی معاملات مذہبی میں عدم مداخلت کی پالیسی سے کام لے کر مسلمانوں کو اس قانون سے مستثنیٰ رکھے۔ مسلمان شریعت میں کسی مشرکانہ قانون کو روا نہیں رکھ سکتے۔ اور مجبوراً انہیں اس کی خلاف ورزی کرنی پڑے گی۔ خواہ اس کا کچھ ہی نتیجہ کیوں نہ ہو۔

—— شملہ ۲۴ ستمبر۔ نواب محمد اکبر خان۔ مسٹر حسین۔ الٰہ بخش۔ سید مہر شاہ۔ مسٹر سہروردی۔ مسٹر اسمٰعیل خان۔ مولانا شفیع داؤدی سید مرتضےٰ بہادر۔ مسٹر غزنوی۔ مسٹر بدیع الزمان۔ مسٹر محمد رفیق۔ مسٹر محمد اسمٰعیل اور مسٹر فضل ابراہیم رحمت اللہ مرکزی مجلس قانون ساز کے ارکان کا ایک وفد زیر قیادت مولوی محمد یعقوب ڈپٹی پریذیڈنٹ اسمبلی آج سہ پہر کے وقت وائسرائے ہند کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ وفد کو دستے تھا۔ شاردا بل کے متعلق مسلمانوں کے نقطۂ خیال کو وائسرائے کے سامنے پیش کیا۔ اور اس بات پر اصرار کیا۔ کہ مسلمانوں کے شرعی (ذاتی) قوانین میں قانون ملک کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ ہز ایکسیلنسی نے جواب دیا۔ کہ معاملہ کی اہمیت کا احساس رکھتے ہوئے اس کی پیچیدگی کی وجہ سے میں فیصلہ کن جواب نہیں دے سکتا۔ لیکن وعدہ کرتا ہوں۔ کہ جس سوال کو اہل وفد نے اٹھایا ہے۔ اس پر کامل غور و خوض کروں گا۔

—— شملہ ۲۵ ستمبر۔ کونسل آف سٹیٹ میں دو غیر سرکاری مسودات قانون پیش کیے گئے۔ ایک مسٹر گوبند داس نے پیش کیا جس میں گوشت مواشی کو باہر بھیجنے کی مخالفت کی گئی۔ اور دوسرا مسٹر [illegible] نے جس میں تجویز پیش کی گئی۔ کہ ہندو قانون میں ترمیم کر دی جائے تاکہ اگر کسی ہندو عورت کا کوئی عزیز فوت ہو جائے۔ تو اسے اس کی جائداد میں سے ترکہ ملے۔

—— لاہور ۲۴ ستمبر۔ مسٹر ٹیپ سیشن جج لاہور ۱۴ اکتوبر سے ہائی کورٹ کے جج ہو جائیں گے۔ آپ آنریبل مسٹر کولڈسٹریم کی جگہ کام کریں گے۔ جو تین ماہ کی رخصت پر ولایت جا رہے ہیں۔

—— مدراس ۲۵ ستمبر۔ آج مدراس کونسل میں سوالات کے وقت مسٹر کالیسوار راؤ نے دریافت کیا۔ کہ کیا سیاسی قیدیوں کے سلوک کے متعلق مسٹر جتندر ناتھ داس کی موت سے گورنمنٹ پر کوئی اثر ہوا ہے۔ پریذیڈنٹ نے سوال دریافت کرنے کی اجازت نہ دی۔

—— ۲۵ ستمبر گذشتہ شمس العلماء میر حسن صاحب سیالکوٹی نے اس دار فانی سے رحلت کی۔

—— میرٹھ ۲۵ ستمبر۔ مقدمہ سازش کے ۲۵ اسیروں نے آج صبح سے بھوک ہڑتال شروع کر دی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ گورنر جنرل ہند کی طرف سے ان کے الٹیمیٹم کا ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

—— شملہ ۲۵ ستمبر۔ اسمبلی میں مسٹر فربنک ناکس نے مولوی محمد یعقوب کے جواب میں بیان کیا۔ کہ حکومت ہند بنارس یونیورسٹی کی طرح علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو بھی گرانٹ دینے کے لئے تیار ہے۔ یعنی ۱۵ لاکھ بالمقطع گرانٹ جو یونیورسٹی کے مصدقہ سکیموں میں صرف کرنے کی قابلیت کے مطابق چند سالوں کے اندر دی جائے گی۔ نیز حکومت اس بات کے لئے بھی تیار ہے۔ کہ موجودہ سالانہ گرانٹ میں اتنے سالوں کے لئے جو حکومت مقرر کرے۔ تین لاکھ روپیہ سالانہ کا اضافہ کر دے۔ حکومت اس بات کی کوشش کرنے پر بھی آمادہ ہے۔ کہ اگر حکام یونیورسٹی ثابت کر دیں۔ کہ روپیہ کی فوری ضرورت ہے۔ تو موجودہ مالی سال کے دوران میں بھی کچھ گرانٹ یونیورسٹی مذکور کو دیدے۔

—— شملہ ۲۵ ستمبر۔ پشاور سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ امین جان جو اب تک شہزادہ عساکر کے ساتھ تھا۔ علی خیل پہنچ کر جرنیل نادر خان سے آن ملا ہے۔

—— منٹگمری ۲۶ ستمبر۔ ڈپٹی کمشنر لاہور نے سفارش کی تھی کہ رائے صاحب پنڈت سری کرشن سپیشل مجسٹریٹ مقدمہ سازش لاہور کو دو سو روپیہ ماہوار الاؤنس ملنا چاہیے۔ کمشنر لاہور ڈویژن نے یہ الاؤنس ناکافی سمجھتے ہوئے یہ سفارش کی۔ کہ پنڈت صاحب کو دو سو کی بجائے تین سو روپے ماہوار الاؤنس ملنا چاہیے۔ گورنمنٹ نے کمشنر کی یہ سفارش منظور کر لی ہے۔ اس سپیشل الاؤنس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ پنڈت صاحب کی فیملی منٹگمری میں ہے۔ اس لئے ان کو دو جگہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔

—— منٹگمری ۲۶ ستمبر۔ رائے بہادر کپتان رام رکھا مل بھنڈاری [illegible] سنگ مرمر کا ایک ایسا کتبہ لگایا جائے۔ کہ جس پر ان ممبران اسمبلی کے نام کھدے ہوئے ہوں۔ جنہوں نے شاردا بل کے حق میں ووٹ دیئے تھے۔ اس کے اخراجات کا بوجھ رائے بہادر رام رکھا مل نے خود اٹھایا تھا مگر ہوم ممبر نے یہ پیشکش نامنظور کر دی ہے۔

—— شملہ ۲۶ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ قندھار کی بغاوت کے سلسلہ میں بچہ سقہ نے گورنمنٹ ہند کے پاس پروٹسٹ بھیجا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جنرل نادر خان کے چار سرداروں کو اس بہانہ پر قندھار جانے کی اجازت دی گئی تھی۔ کہ وہ قندھار کی طرف اپنے گھروں کو جانا چاہتے ہیں مگر ان سرداروں نے چمن پہنچ کر اچکزئی قبائل میں پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اور صوبہ قندھار میں موجودہ درانی بغاوت اسی پروپیگنڈا کا نتیجہ ہے۔

—— پشاور ۲۵ ستمبر۔ پشاور میں یہ افواہ تسلسل سے پھیل رہی ہے۔ کہ کابل میں کسی نے بچہ سقہ کو قتل کر دیا۔ سمت مشرقی میں بچہ سقہ کا اثر آہستہ آہستہ [illegible] کے بہت بڑے حامی تھے۔ اب آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ اور ان میں سے بعض بچہ سقہ سے جا ملے ہیں۔

—— پشاور کے افغان وکیل التجار اور خلیفہ شیر احمد خان دونوں نے مل کر جرنیل نادر خان کو تقریباً چالیس ہزار روپیہ کابلی کی رقم بطور اعانت ارسال کی ہے۔

—— شملہ ۲۶ ستمبر۔ آج کونسل آف سٹیٹ میں شاردا بل پیش کیا گیا۔ [illegible] ۲۰ ممبروں کی حمایت اور ۱۰ کی مخالفت سے منظور کر لیا گیا۔

ممالک غیر کی خبریں

—— ہانگ کانگ ۲۱ ستمبر۔ جاپانیوں کا ایک دخانی ڈیلی مارو جہاز خلیج بیاس کے بحری قزاقوں کا شکار ہوا ہے۔ یہ جہاز ۸۵ چینی مسافروں کو لے کر سواٹاؤ سے روانہ ہوا۔ اور قزاقوں کے متعلق جو مسافروں کا بھیس بدل کر جہازوں پر چڑھ جاتے ہیں۔ ہر طرح کی انسدادی تدابیر کر لی گئیں مگر صبح پو پھٹنے سے پہلے یکایک ایک عورت ریوالور لئے آموجود ہوئی۔ اس کے ساتھ ایک درجن مسلح ڈاکو تھے۔ انہوں نے چھ ہندوستانی چوکیداروں کو ٹھنڈا کیا۔ اور پہرہ کے افسر اعلیٰ کو گولی مار دی۔ اتنے میں ڈاکوؤں کا ایک گروہ انجن کے کمرے میں جا پہنچا۔ اور اسے حسب منشا چلا کر ایک جزیرہ کی طرف لے گیا۔ جہاں ڈاکوؤں نے مسافروں کو ان کی نقدی۔ زیورات اور قیمتی اشیاء سے محروم کر دیا۔

—— رنگون ۲۳ ستمبر۔ سفارشات کا خاکہ مرتب کرنے کے لئے سائمن کمیشن نے آج سے اجلاس شروع کر دیئے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ رپورٹ پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس سے جو نئے سال میں ہونے والا ہے پیشتر تیار ہو جائے گی۔

—— لنڈن ۲۳ ستمبر۔ لنڈن میں کل ۲۰ یوم سے ایک قطرہ بارش نہیں ہوئی۔ اور نہ ابھی اس کی امید کی جاتی ہے۔ کہ بارش جلد ہو سکے گی۔ ۱۸۷۱ء میں جو بارش نہ ہونے کا ریکارڈ قائم ہوا تھا۔ اس پر سال رواں [illegible]

—— رگبی ۲۴ ستمبر۔ چہار شنبہ کو کابینہ کا ایک اجلاس طلب کیا گیا ہے۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ اجلاس سارا دن ہوتا رہے گا۔ کیونکہ جمعہ کی رات کو مسٹر رمزے میکڈانلڈ لنڈن سے ساؤتھمپٹن کو روانہ ہونگے۔ اور چار ہفتہ کے قریب انگلستان سے باہر رہیں گے۔

—— ماسکو ۲۴ ستمبر۔ دیا تکا سے پچاس میل کے فاصلے پر ماسکو سے سائبیریا جانے والی ایک ایکسپریس گاڑی پٹڑی سے اتر گئی۔ جس سے سینتالیس آدمی ہلاک اور ۳۶ مجروح ہوئے۔

—— طہران ۲۴ ستمبر۔ دو شنبہ کو بعد دوپہر یہاں حمید بے سفیر مصر کا انتقال ہو گیا۔ موت یکایک دل کی حرکت بند ہو جانے کے باعث واقع ہوئی۔ حمید بے کی لاش حنوط کر کے رکھ دی گئی ہے۔ اور مصر کو روانہ کی جائے گی۔

—— لنڈن ۲۵ ستمبر۔ انڈین سنٹرل سائمن کمیٹی کے ارکان [illegible] تیار کی ہیں۔ ایک مسٹر کیکا بھائی پریم چند نے۔ دوسری سر ہری سنگھ گوڑ ڈاکٹر سہروردی۔ مسٹر ایم۔ سی۔ راجا اور سردار ذوالفقار علی خان نے۔ اور تیسری سر آرتھر فروم۔ سر سکندر [illegible] اور نواب علی خان نے۔ فرقہ وارانہ نمائندگی کے مسئلہ کے متعلق اختلافات رائے پیدا ہو گئے۔ [illegible] آرتھر فروم نے بھی [illegible]

—— رگبی [illegible]